میں بادشاہوں کے آگے بھی تیری شہادتوں کا تذکرہ کروں گا۔



ریاستِ جموں کشمیر کے

تعلقات

انگریزی گورنمنٹ سے

پنجابی ریویو امرتسر پنجاب کے ضمیمہ کا پہلا نمبر

پادری محمد جمیل صاحب مسٹر ایم ای سی ایڈیٹر پنجابی ریویو - یادگار خاندان فیضی و ابوالفضل

سابق ایڈیٹر اخبار وکیل ہند سفیر ہند شمس الاخبار کوکب عیسوی و نورکاش

امرتسر

مطبوعہ وکیل ہند پریس

سنہ ۱۸۸۷ء

ناظرین جس رسالہ پر منیجر کے قلمی دستخط نہ پائیں اس کو مال مسروقہ تصور فرمائیں۔

مندرجہ ذیل دینی اور دنیوی کتابیں اڈیٹر پنجاب ریویو کی تصنیف جو اس نے وقتاً فوقتاً

۱۸۶۳ء سے ۱۸۸۰ء تک تصنیف و تالیف کیں اور پنجاب بک اینڈ ٹریکٹ سوسائٹی

... باستثناء ۱۲ و ۱۸ و ۱۹ کے چھپیں

(۱) دینی تذکرہ ... (۲) الہی براہین در اثبات ہستی باری تعالیٰ

(۳) برا... (۴) ...

(۵) شہ... (۶) ...

(۷) آئینہ اسلام ... (۸) حقیقی آفتاب۔

(۹) تواریخ جدید۔ (۱۰) مصباح الایمان۔

(۱۱) آریا راستیاں ... (۱۲) ... ادب اطفال

(۱۳) گنجینہ حکمت (۱۴) مرآۃ الانوار

(۱۵) مقدمہ (رسی ویو اخبار عیسوی) (۱۶) ... رسالہ انفصال ...

(۱۷) معراج۔ (۱۸) پنجاب ریویو یعنی ماہواری رسالہ

(۱۹) روس۔ انگلینڈ اور ہند کے معاملات کی پیچیدگی (۲۰) ریاست جموں اور کشمیر کے

پر ریویو چھ زبانوں انگریزی گورمکھی تعلقات اور انگریزی گورنمنٹ

ہندی اردو فارسی پشتو میں انتخاب پنجاب ریویو (انتخاب پنجاب ریویو)۔

میں بادشاہوں کے آگے بھی تیری شہادتوں کا تذکرہ کروں گا۔

ریاست جموں کشمیر کے

تعلقات

انگریزی گورنمنٹ سے

[illegible] امرتسر پنجاب کے ضمیمہ کا پہلا نمبر

پادری جے علی صاحب ایم منسٹر ایم ای سی ایڈیٹر پنجابی ویو - یادگار خاندان فیضی ابو الفضل

سابق ایڈیٹر اخبار وکیل ہند سفیر ہند شمس الاخبار کوکب عیسوی او ہندو پرکاش

امرتسر

مطبوعہ وکیل ہند پریس

سنہ ۱۸۸۷ء

ناظرین رسالہ پر منیجر کے قلمی دستخط نہ پائیں سکو مال مسروقہ تصور فرمائیں۔

مندرجۂ ذیل دینی اور دنیوی کتابیں اڈیٹر تجارتی ویو کی تصنیف جو اس نے وقتاً فوقتاً [illegible] و تالیف کیں اور پنجاب ٹیکسٹ بک اینڈ ٹریکٹ سوسائٹی [illegible]

صوبۂ اودھ کی منظوری سے (باستثناء نمبر ۱۱ و ۱۳ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰) چھپیں

---

(۱) دینی تذکرہ۔ (۲) علم منطق۔

(۳) براہمہ مذہب۔ (۴) الٰہی براہین (اثبات ہستی باری تعالیٰ [illegible])

(۵) شریف نسبتیں۔ (۶) اصلاح سہو (جان ڈیون پورٹ کی اپالاجی [illegible])

(۷) آئینۂ اسلام۔ (۸) حقیقی آفتاب۔

(۹) تولدِ جدید۔ (۱۰) مصباح الایمان۔

(۱۱) آریا [illegible] رانیوں کے [illegible]۔ (۱۲) تہذیب الاطفال۔

(۱۳) گنجینۂ حکمت۔ (۱۴) مرآۃ الواعظین۔

(۱۵) مقدمہ (رتی دیو اظہار عیسوی)۔ (۱۶) رسالہ [illegible] و ولادتِ مسیح

(۱۷) معراج۔ (۱۸) پنجاب رتی دیو یعنی ماہواری رسالہ

(۱۹) [illegible] انگلینڈ و ہند کے معاملات کی پیچیدگیوں (۲۰) ریاستِ جموں اور کشمیر کے تعلقات اور انگریزی گورنمنٹ

پر رتی دیو چھ زبانوں انگریزی گورمکھی ہندی اردو فارسی پشتو میں انتخاب تجارتی ویو (انتخاب پنجاب رتی ویو)

[illegible]



انڈکس

ریاست جموں و کشمیر کے تعلقات انگریزی گورنمنٹ سے

بطور تمہید: ہماری اِس ریاست اور انگریزی گورنمنٹ کے تعلقات اِن دنوں اطمینان بخش نہ ہونے کی وجہ

اوّلاً ہماری انگریزی سرکار کی حیثیت اور اعتبار سولہویں سال ۱۸۴۶ء سے قبل اور اس سے پہلے سالوں کی بابت۔

(الف) ڈیوک آف ولنگٹن اور لارڈ لیک کی کامیابیاں ہند میں۔

(ب) ہماری انگلش گورنمنٹ کی مالی حالت ۱۸۴۵ء کا مقابلہ سنہ رواں کے ساتھ۔

(ج) لارڈ ہارڈنگ فاتح پنجاب کو روپیہ کی ضرورت اور کرنل سر ہنری لارنس نے مہاراجہ گلاب سنگھ سے پچھتر لاکھ روپیہ لیکر جموں اور کشمیر کو انڈیپنڈنٹ کر دینا۔

ثانیاً مہاراجہ حال جموں اور کشمیر کے دادے اور والد کی خاندانی حالت اور گورنمنٹ انگریزی سے وفاداری۔

(۱) مہاراجہ گلاب سنگھ کی تاریخ عروج اور ثروت۔

(۲) مہاراجہ گلاب سنگھ اور اُنکے خلف الصدق مہاراجہ رنبیر سنگھ کی وفاداری کے واقعات انگریزی گورنمنٹ کے ساتھ اور اس قسم کے ارادے مہاراجہ پرتاب سنگھ والی حال کے۔

(۳) ہماری انگریزی گورنمنٹ کے ساتھ رئیس جموں اور کشمیر کا ان دونوں ایک اُلجھاؤ سا ہے تو کس بنا پر ہے۔

ثالثاً مہاراجہ گلاب سنگھ اور انگریزی گورنمنٹ میں جو عہدنامہ ہوا اُس کی نقل جس میں رزیڈنٹ کا تقرر ثابت ہے اور نہ نفی۔

(اول) ہندوستان کی بتیس نامی گرامی اور انڈیپنڈنٹ ریاستوں کے نام اور آبادی اور آمدنی اور یہہ امر کہ اُن سب میں انگریزی رزیڈنٹ ہیں یا ایجنٹ۔

(دوم) ہندوستانیوں کی نظر میں بعض ریاستوں کو رزیڈنٹوں نے بگاڑا۔

(الف) صوبۂ اودھ کا تذکرہ اور محمد واجد علی شاہ سابق بادشاہ اودھ کا بے تاج و تخت ہونا اور یہہ کہ واں کے رزیڈنٹ

[illegible] سا تصور نہیں۔

(ب) ریاست بڑودہ کا حال اور مہاراجہ ملہر راؤ سابق رئیس
بڑودہ کا بے ملک ہونا اور یہہ امر کہ یہہ واقعہ ریاست
کے رزیڈنٹ کی بدولت نہیں ہوا۔

(سوم) اکثر ریاستوں کو رزیڈنٹوں نے بڑے جھلکے اور بربادی
سے بچایا یا یوں ہی کہ اکثر ریاستوں کو انگریزی رزیڈنٹوں
سے بڑے بڑے فائدے پہنچے۔

(۱) ریاست بہاولپور پنجاب کا تذکرہ اور اُن فائدوں
[illegible] اسکو انگریزی رزیڈنٹ سے ملے۔

(۲) ریاست کپورتھلہ [illegible] اِس ریاست کو انگریزی
[illegible] سے کیا کیا فائدے پہنچے۔

(۳) ریاست چمبہ کا وہی ماجرا کہ آیا اِسکو انگریزی رزیڈنٹ
سے کیا کیا فائدے ہوئے۔

رابعاً روس کی حملہ آوری کے لئے ہندوستان کے تین دروازے ہیں

قندھار پہلے دروازہ کی محافظ خود ہماری گورنمنٹ ہے [illegible]
کی [illegible]۔

کابل اِس دروازے کا ذکر امیر عبدالرحمٰن خان کا [illegible]

کشمیر   اس دروازہ کا استحکام بہت ضروری ہے۔
جو رعایتیں ہماری گورنمنٹ نے دوسرے دروازہ کے محافظوں سے کیں خصوصًا حال
کے نگہبان کے ساتھ۔ ان میں کی مستحق جموں کشمیر کی ریاست ہی ہے۔
البتہ یہ بات ہی ہے کہ جسقدر زر رعایتوں میں صرف ہوگا اُس
میں ایک فوج کا کمپ کشمیر میں قائم ہوسکتا ہے۔
دربار جموں کشمیر تو ہنوز رزیڈنٹ کے تقرر ہی سے متفق نہیں
فوجی کمپ قائم ہونے سے مہاراج کو تکلیف تو نہ ہوگی۔ گوالیار خصوصًا
حیدرآباد دکہن کو انگریزی فوجی کمپ سے ثابت ہے کہ کوئی اور کبھی تکلیف
نہیں ہوئی۔ [redacted]

۱ مہاراجہ صاحب کو اپنے درباریوں کی وجہ سے سوء ظنی ہے جو اُن
کے درباریوں کے تعصب کا نتیجہ ہے۔ [redacted]

خامسًا مہاراجہ صاحب جموں اور کشمیر ہماری اصلاحوں کو منظور کرنا
تو ایک طرف رہا صرف اُن میں گہری نگاہ ہی کریں۔ ہم نے چھہ تدبیریں
عرض کی ہیں۔ تین تو اس ضمن میں اور باقی تین چھٹے ضمن میں بیان کی
ہیں۔ فرض کے طور پر ذرا جموں کو الگ ریاست سمجھ کر یہہ تین تدبیریں کام
میں لائیں۔

پہلی تدبیر ریاست جموں کے متعلق کل اہلکاروں کی جگہ سرکاری

نقلوں کے مجموعہ کار اہلکار منگوائیں - اور اگر منگوائیں تو رزیڈنٹ کشمیر
کی معرفت منگوائیں تاکہ سرکاری طور پر یہ عمل عمل میں آئے -
دوسری تدبیر یعنی فیروز پور ویئں ہوں یا گورنمنٹ کے پسندیدہ دیسی جو رزیڈنٹ کی معرفت
طلب ہوں - نوجوان دیسی البتہ اس پوائنٹ کو ناپسند کریں گے تو ناپسندیدگی کے دلائل کا بیان ہے اور یہ بیان صحیح واقعات پر ہے -
تیسری ایضاً راجہ موتی سنگھ والی ریاست پونچھ پنجاب جو مہاراجہ کے دادا کے بڑے بھائی راجہ دھیان سنگھ کے بیٹے ہیں جو والی سابق پنجاب کے وزیر اعظم تھے ریاست جموں کے انڈیپنڈنٹ دیوان بنائے جائیں -
سادساً باقی تین تدبیریں اس آخری ضمن میں (جس پر اصل ضمیمہ پہلے نمبر کا خاتمہ ہے) بیان کی گئی ہیں - مگر [illegible] کے لئے
کی ایڈوائزر مسٹر تھیوڈور یاد کو امرکین کے قول کا خیال رکھ کر بنے ہوئے مقدمات سے نتیجے استخراج کئے ہیں - اور حاشا نتیجے کے غلط مقدمے نہیں ٹھہرے -
چوتھی تدبیر میں مہاراجہ صاحب کی عالی خدمت میں التماس کی گئی ہے - کہ گورنمنٹ آف انڈیا سے خود درخواست کر کے کشمیر میں رزیڈنٹ مقرر کرائیں ورنہ ایک دن سری نگر میں مسٹر بدر کے علم کا ذرہ

ضرور اٹھے گا۔

پانچویں تدبیر بہ معقول براہین کی بنا پر عرض کی گئی ہے۔ کہ سرحدی استحکام کے لئے جناب مہاراجہ صاحب اپنا فوجی انتظام گورنمنٹ کے چیدہ یورپین افسروں کی معرفت کرائیں۔ ورنہ خود درخواست کر کے انگریزی کیمپ کشمیر میں قائم کرائیں کیونکہ مگر انگریزی فوج کا کیمپ مہاراجہ صاحب کی استدعا پر ہوگا تو اچھے رہینگے۔ اسپر دلائل عرض کیا گیا کہ ایسا ہی ہوگا۔

چھٹی تدبیر کے ذریعہ سے انیکسیشن پالسی کی صورت میں بیان کی گئی ہیں جو کشمیر میں ایک نہ ایک دن ہونی والی ہے اور ہونی ہی چاہئے۔ کوئی ملکی اندیشہ بھی نہیں۔ بڑی وضاحت سے اس مبحث کو ثابت کیا گیا ہے۔

خاتمہ میں خود مہاراجہ صاحب بہادر سے اور بہ مجبوری انکے اہلکاروں اور نمک خوروں سے اکتالیس برس کے واقعات کی بنا پر بارہ سوال جواب طلب ہیں۔

نذر

بخدمت

جناب مولوی محرم علی صاحب چشتی ایڈیٹر اخبار رفیق ہند لاہور

مائی ڈیر چشتی

گو میں جانتا ہوں کہ اپنی اِس ناچیز تالیف کو آپکے نام نامی کے ساتھ منسوب کرنے سے میں کسی طرح سے آپکی اُس اعلیٰ درجہ کی اعزاز اور شہرت میں کسی قسم کی ایزادی نہیں کرسکتا جو آپکو پہلے سے اپنے ہموطنوں میں حاصل ہے۔ لیکن بہ مناسبت اُس مضمون کے جو اس رسالہ میں درج ہے اور بہ لحاظ اُس دلی اِنٹرسٹ کے جو آپکو ہمیشہ ریاست جموں کشمیر کی خیرخواہی سے رہا ہے اور جسکے باعث سے آپنے ہمیشہ آزادی سے بے لاگ طور پر اس ریاست کے **معاملات** کی نسبت اظہار فرمایا ہے میں آپ سے بہتر کسی دوسرے شخص کو پنجاب میں نہیں دیکھتا جسکے نام سے اِس رسالہ کو منسوب کروں۔ مجھے اُمید ہے کہ آپ اِس تحفہ مختصر کو بطور ایک نشان دلی محبت اور دوستی کے قبول فرمائینگے

از جانب بے دلی خیرخواہ اور دوست

امرتسر مارچ [illegible]

(پادری) خیر علی مؤلف کتاب ہٰذا

مطبع وکیل ہند پریس امرتسر



پہلا نمبر

[illegible] جموں اور کشمیر کے تعلقات انگریزی گورنمنٹ سے

بہت عرصہ سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ [illegible] ریاستوں کی نسبت جموں اور کشمیر کے بارہ میں زیادہ تر چرچے پھیلے ہوئے ہیں۔ حتیٰ کہ کبھی [illegible] ۔ قومی قرائن کے لحاظ سے ہم پیش گوئی بھی کرتے ہیں [illegible] عرصہ تک ایسا ہی حال رہیگا ہی

ریاست کشمیر اور انگریزی گورنمنٹ
تعلقات

انگریزی اخبار والوں کی ایک پارٹی ہے۔ اور اُردو اخبار [illegible]
دوسری پارٹی ہے۔ پہلی پارٹی والوں کی ایک جنرل ڈیوٹی ہو رہی ہے کہ
ہمیشہ انگلش گورنمنٹ کے فیور میں لکھتے رہتے ہیں۔ دوسری پارٹی والوں
کی بھی قریباً یہی جنرل ڈیوٹی ہے کہ انگریزی گورنمنٹ کے اگینس میں لکھتے ہیں
[illegible] کہ زمانے کی ہوا کی بدولت اور اِس لحاظ سے بھی کہ انگریزی اخبار
والوں کی زبان ہماری گورنمنٹ کی زبان ہے پہلی پارٹی والے بازی لے جاتے
معلوم ہوتے ہیں۔

جموں اور کشمیر کے والی کی حالت آج کل مندرجہ حاشیہ اشعار کی اگر مصداق
رہیے اب ایسی جگہ چل کر جہاں کوئی نہ ہو — ہم سخن کوئی نہ ہو اور ہم زباں کوئی نہ ہو — کہی جائے
بے در و دیوار سا اک گھر بنایا چاہیئے — کوئی ہمسایہ نہ ہو اور پاسباں کوئی نہ ہو — تو بیجا
پڑیئے گر بیمار تو کوئی نہ ہو تیماردار — اور اگر مر جائیے تو نوحہ خواں کوئی نہ ہو — مبالغہ
نہیں۔ انگریزی اخبار والوں کی یہ کائیں کائیں اور اُنکے اہلکاروں کی یہ شائیں شائیں
نہ اِدھر سے چین نہ اِدھر سے تسلی۔ ایسی حالت میں اگر تعلقات اطمینان بخش نہ ہوں تو
کوئی خلاف عقل امر نہیں۔ ہمکو یہی افسوس نہیں کہ انگریزی اخبار والے یوں اور دُوں
کہتے ہیں۔ بلکہ اُردو اخبار والے بھی **کہنا** نہیں جانتے۔

کہنا یوں نہیں جانتے۔ کہ اُنکا سارا زور گورنمنٹ انگریزی پر الزام لگانے
میں ہوتا ہے۔ اور طُرفہ یہ کہ تواریخ اور واقعات سے اپنے دعوے کو ثابت

نہیں کر سکتے بلکہ ہم زور سے کہتے ہیں کہ ہم ہرگز ثابت نہیں کر سکتے۔ ذرا
شبہ نہیں کہ انگریزی اخبار والوں کی بے راہ روئیاں البتہ بیجا ہیں بجا نہیں
کیونکہ ان کی تحریریں کسی نہ کسی قدر باوقعت ہوتی ہیں۔ اردو اخبار والوں کی
[illegible] خیال سے زیادہ پایہ نہیں رکھتیں۔ تواریخ اور واقعات
[illegible] ہیں [illegible] ہے کہ بات نے بڑھتے بڑھتے یہاں تک
نوبت پہنچائی ہے کہ خود مہاراجہ صاحب کے دربار اور درباریوں کی حالت
[illegible] بھی کہئے تو ذرا بھی زیادہ گوئی کا اتہام نہیں لگ سکتا کہ
ریاست اور رئیس دونوں کے حق میں برا نتیجہ دینے والی ہے حالانکہ
[illegible] ریویو پورے تحقیقی طور پر ثابت کر کے ابھی دکھاتا ہے کہ
[illegible] گورنمنٹ جموں اور کشمیر کے حق میں اکسیر صفت ہے اور جموں اور کشمیر
انگلش گورنمنٹ کا مضبوط اور وفادار دست و بازو ہے۔ لو ذرا آگے چلکر
دیکھو کہ وہ کیسے ثابت کرتا ہے۔

اول اس امر کی کامل تحقیقات ایک لازمی ہے کہ ہماری انگریزی گورنمنٹ
کی حالت [illegible] تاریخ سنہ ایک ہزار آٹھ سو چھیالیس عیسوی اور اس سے
پہلے سالوں کی بابت کیسی تھی۔ اور ہم اپنے موقع پر اس پوائنٹ سے بھی نہ
چوکیں گے کہ مہاراجہ صاحب حال کے دادا بزرگوار مہاراجہ گلاب سنگھ
[illegible] براجمان کی حالت کیونکر اور کیا تھی۔ چنانچہ ہم یکے بعد دیگرے اس

مرحلہ کو گو کہ مشکل گھاٹی ہی کیوں نہ ہو طے کرینگے۔

(الف) پرانے مُردے اکھاڑنے سے اب کچھ حاصل نہیں جیسا کہ اُردو اخبار والے اور اکثر اُنکے متعصب اور ضدی نامہ نگار جو ٹوٹے پھوٹے چار حرف انگریزی زبان کے بھی جانتے ہیں اکھاڑا کرتے ہیں۔ لاریب اِس مُلکِ ہند پر ہماری گورنمنٹ کا تسلط تدبیرِ مملکت اور دانائی سے بھی ہوا ہے اور یہہ کہ جُرأت اور بہادری سے بھی ہوا ہے۔ یہہ کارنامے اب ایسے ہیں کہ ہند کے بچے بچے کی زبان پر ہیں۔ خصوصًا اِس صدی کے اوائل میں جنرل ولزلی نے جو پھر اپنی دلیریوں دلاوریوں دیانت داریوں اور ہردلعزیزیوں سے ڈیوک آف ولنگٹن وغیرہ وغیرہ القاب سے نامزد ہوئے بڑے بڑے معرکے کے کام کئے۔ حتّٰی کہ فرانس کے مغرور شہنشاہ فرسٹ نپولین بونا پارٹ کو ۱۸۱۵ء میں واٹرلو کے میدان سے اِسی فخرِ قوم انگلینڈ نے گرفتار کرکے سینٹ ہلینا کے جزیرے میں قید رکھا۔ جہاں یہہ پرلے درجہ کا فطرتی شہنشاہ مر ہی گیا۔ جس نے نہ محض انگلینڈ سے مقابلہ کیا بلکہ یورپ کے ناک میں دم کر دیا تھا۔ اور پھر اسی رواں صدی کے ابتدا میں لارڈ لیک ایک بے بدل جنرل اور مُلک گیر اور رئیسوں کے حق میں فیاض نے جرأت [illegible]

کو اندور میں شکست دیکر امرتسر تک بہگا دیا - اور پنجاب کی بعض ... جیسے کہ ریاست لوہارو اور ٹوڈی اور دوجانہ ہے ... دیکھی - غرض کہ یہہ ساری باتیں تھیں - پہر بھی ہماری ... کی جو طاقت اور اعتبار اور یہہ کہ جو فلک پائیگاہ جاہ ... اس وقت البتہ نہیں تھا -

اس ہمارے پچھلے فقرے کی وجہ سُن لیجئے - کہ سنہ ۱۸۴۲ء میں کابل افغانستان سے واپس آنا کیا تھا - ڈیوک آف ونگٹن اور ... کی کارروائیوں کو نقش برآب کرنا تھا - یہہ ہمارے ملک پنجاب کے فخر مہاراجہ کرم سنگھ والی پٹیالہ ہی کا کام تھا - ... کابل کی اس وقت کی چڑہائی پر ہزار ہا اونٹ اور پچیس لاکہہ روپیہ نقد دیا بلکہ واپس آنے پر پانچ لاکہہ روپیہ اور بھی دیا - اب غور کا مقام ہے کہ ہندبہر کے انڈیپنڈنٹ رئیسوں میں سے کسی رئیس نے ایسی ضروری اعانت دی تہی - کوئی سا ہوگا ... کہ ہماری گورنمنٹ کو ایسے اڑے وقت روپیہ سے مدد دے - گورنمنٹ کی اس سنہ ۱۸۴۲ء کی حالت کا مقابلہ اگر سنہ ۱۸۷۸ء سے کیا جائے تو حیرت ہوتی ہے - سنہ ۱۸۷۸ء میں جب کابل افغانستان کی دوسری چڑہائی پر روپیہ کی ضرورت ہوئی تو تہوڑے عرصہ

... ہو ور ۲ کر یری کر

ہم کو یہ معلوم ہو کر صحیح ہوئی ... کہ ایک چالاک آدمی نے
جو پنجاب کے ایک ... میں قدم رکھتا تھا یوں کیے
کہ کھڑ پینچ ... ہی سے قرض اُٹھا کر سرکار میں اپنے نام سے
روپیہ داخل کر دیا - حالانکہ وُہ اِس تکلیف سے مستثنیٰ کر دیا
گیا تھا - غرض کہ گورنمنٹ کی وُہ حالت نازک ہو رہی تھی - اور
یہ کہ ہر طرح سے نازک ہو رہی تھی - کیونکہ سنہ ۱۸۴۲ء میں سنہ ۱۸۴۹ء کی
مانند ٹیکس ہی نہ لگ سکتا تھا - قاعدہ کی بات ہے کہ ٹیکس تب
ہی لگ سکتا ہے جب رعایا کو اپنی گورنمنٹ پر قیام کا یقین ہو
اور یہ کہ قرض بھی اُسی وقت مل سکتا ہے جب کامل اعتبار ہو -
ہم اِس امر کے اظہار سے بھی درگزر کرنا نہیں چاہتے کہ سنہ ۱۸۴۲ء
میں جس نے ہماری گورنمنٹ کی ذرا بھی مدد کی - گورنمنٹ نے بھی
اُسکو اپنا سچا دوست اور وفادار جان نثار مان لیا - اور ہمیشہ
اُس سے شاہانہ سلوک مسلوک رہا کیا -

(ج) ابھی ہماری گورنمنٹ کو اپنے مقبوضہ مُلک میں بلحاظِ انتظام اطمینان
نہ ہوا تھا کہ **پنجاب** کا بڑا بھاری معرکہ پیش آیا - ذرا بھی شُبہ
نہیں کہ ہرگز ہرگز ہماری گورنمنٹ کا یہ منشا نہ تھا کہ سکھوں کو
بگاڑے - مگر فوجِ سکھ نے بڑی ہی بے اعتنائیاں بلکہ گستاخیاں

[illegible] ادبیان کیں۔ یہ معرکہ ۱۸۴۶ء میں سرزد ہوا۔ اُس عہد
کے گورنر جنرل آف انڈیا کو عین گرمی کے موسم میں شملہ سے اُتر[illegible]
[illegible]۔ یہ جفاکش اور مدبر گورنر جنرل **لارڈ ھارڈنگ** بالقابہ
[illegible] وقت اُنکے مشیر ایک بڑے خدا پرست پرلے درجہ
کے [illegible] نشیب وفراز سے نہایت واقف
کرنل سر ھنری لارنس تھے۔ جو پنجاب میں شروع ۱۸۴۶
[illegible] ۱۸۵۳ء تک مختلف عہدوں رزیڈنٹ اور بورڈ آف
ایڈمنسٹریشن پنجاب کے پریسیڈنٹ رہے۔ اور جن کی نادر کارروائیوں
کے تصدق سے اُنکے چھوٹے بھائی جان لارنس انڈیا کے
گورنر جنرل اور ویسرائے اور یہ کہ لارڈ کے لقب سے سرافراز
ہوئے۔ بڑی سخت چار لڑائیوں کے بعد بارے پنجاب کا صوبہ
فتح ہوا اور مارچ ۱۸۴۶ء میں ہماری گورنمنٹ کی فوجِ ظفر موج پنجاب
میں داخل ہوئی۔ ایسے وقت میں **روپیہ** کی اس قدر ضرورت
تھی کہ کچھ نہ پوچھئے۔ اگر اُس وقت روپیہ نہ ملتا تو ہمارے پاس
[illegible] اونکے [illegible] کرادینے کی معقول اور کافی وجوہات ہیں کہ جو غدر
۱۸۵۷ء میں ہونے والا تھا۔ وہ مارچ ۱۸۴۶ء ہی میں ہوتا۔ انگریزی
[illegible] تواریخ کے صفحوں ہی سے کام لینا جانتے ہیں

اور آنکھوں دیکھے تجربوں سے ناواقف محض ہیں - اس سبب
تو ہرگز سمجھ ہی نہیں سکتے کہ ایسے وقتوں میں روپیہ کا حاصل کرنا
کیسا ناممکن کے قریب تھا - پس اگر ایسی گھبراہٹ کی حالت میں صرف
کرنل سر ہنری لارنس کی عاقلانہ تدبیر اور اُنکے میر منشی ارسطو جاہ
مولوی سید رجب علی خان بہادر کی مشورت سے جموں اور کشمیر
کے والی حال کے دادا مہاراجہ گلاب سنگھ **پچھتر لاکھ**
روپیہ نہ دیتے تو ہماری گورنمنٹ کے حق میں بہتر نہ ہوتا -
کچھ اور بھی کہا جا سکتا ہے کہ یوں ہوتا اور ووں ہوتا - لیکن بہتر ہے
کہ ہم بھی کہیں کہ ہماری گورنمنٹ کے حق میں بہتر نہ ہوتا - المختصر ایسے
وقت کا احسان ہرگز ہرگز گورنمنٹ کو نہ بھولنا چاہئے - اور یہہ کہ انگریزی
اخبار والوں کی مونہہ زوریوں پر نہ جانا چاہیئے -

ثانیاً اب ہم انسب سمجھتے ہیں کہ جموں اور کشمیر کے مہاراجہ حال کے دادے
اور اُنکے نامور اور مُدبّر بیٹے یعنی باپ والد مہاراجہ رنبیر سنگھ کی کچھ حالت لکھیں
کہ وہ بلحاظ خاندان کے کیا تھے - اور یہہ کہ ہماری گورنمنٹ کے ساتھ اُن کی
وفاداری اور وفاداری پر فرماں پذیری کس درجہ کی تھی - اور اب رئیس اور
گورنمنٹ میں ایک اُلجھاؤ سا ہے تو کس بُنیاد پر ہے - اِس مرحلہ کے تمام ہونے
پر بھی ہم اپنی قطعی رائے ظاہر نہ کرینگے - بلکہ اسکے متعلق اور افسانہ ضروری

...ہم مختصر بیان کرینگے۔

(۱) مہاراجہ گلاب سنگھ ذات کے سورج بنسی چھتری تھے۔ انکی ... پوری کے مشہور اور نامی گرامی راجاؤں میں سے ... سنہ سترہ سو بانوے عیسوی ہے۔ پنیشپہ برس ... یا کر سنہ اٹھارہ سو ستاون عیسوی میں سُرگ میں جا براجے ... اپنے اہلِ وطن کے باہمی اتفاق اور سلوک کی خانہ جنگیوں کی وجہ ... انکی ذاتی دانشمندی اور دُور بینی نے انکو اُس وقت کے پنجاب کے حکمران مہاراجہ رنجیت سنگھ کے درباریوں میں سے ایک رکن ہونے کی تحریک دی۔ چنانچہ انکی حکمت عملی کارگر ہوئی۔ حتی کہ یہہ اہلِ دربار کے معتمدوں میں سے ایک معتمد سمجھے گئے۔ کانِ نمک کی بہت بڑی محال انکے سپرد رہی۔ پھر انہوں نے سنگیرہ اور ڈیرہ غازیخان کی فتح میں بڑی اعلیٰ درجہ کی مردانگی دکھائی۔ جب کابل کے سابق والی امیر دوست محمد خان نے پشاور پر حملہ کیا تو مہاراجہ صاحب نے اُسکی خوب مدافعت کی۔ آخر مہاراجہ رنجیت سنگھ نے جموں میں انکے انڈیپنڈنٹ ہونے میں نہ کچھہ تعرض ہی کیا بلکہ اپنی کامل رضامندی ظاہر کرکے خطابِ راجگی کو تسلیم کیا جو ہمیشہ سے انکے آبا و اجداد کو حاصل

تھا۔ سکھوں کی انتزاع حکومت کے بعد ہماری گورنمنٹ کی طرف سے ہی نہ صرف جموں اُن کی راج دھانی تسلیم کیا گیا بلکہ ایک اعلیٰ ... کی اُس وقت کی پالسی سے کشمیر بھی اُنکے نصیبہ یا مُقدر میں آیا۔ چنانچہ مہاراجہ صاحب نے گیارہ برس کے عرصہ میں یعنے ۱۸۴۶ء سے ۱۸۵۷ء تک اپنے دست و بازو سے اپنے خداداد مُلک کو بہت ہی وسیع کر لیا۔ یہاں تک کہ چین اور کاشغر تک حدیں ملالیں۔ سولہ لاکھ کے قریب آبادی ہے اور ایک کروڑ سے زیادہ آمدنی ہے مہاراجہ صاحب کے پاس پنجاب کے سابق حکمران سے زیادہ دولت کا ہونا ثابت ہو چکا ہے۔

کوئی معترض اگر مہاراجہ گلاب سنگھ کے پرائیوٹ کیرکٹر پر اعتراض کرے تو کرے مگر وُہ اُن تعلقات پر ایک حرف بھی نہیں کہہ سکتا جو مہاراجہ صاحب اور ہماری گورنمنٹ میں تھے اور ہیں۔ اور اگر کرے بھی تو ہرگز پایۂ اثبات پر نہیں پہنچا سکتا۔ کیوں کہ وُہ بہت ہی صاف اور وفادارانہ تھے۔ اور یہہ کہ مہاراجہ صاحب کی دلی فرماں پذیری نے اُنکو اَور بھی چمکا دمکا دیا تھا۔ ہماری گورنمنٹ کو بھی یہی امر مطلوب تھا۔ مہاراجہ گلاب سنگھ کی رحلت کے بعد اُنکے لائق فرزند مہاراجہ رنبیر سنگھ کے ہاتھ عنانِ حکومت

آئی - یہہ بھی اُن سپیشل تعلق [illegible] اپنے والد کے ٹھیک طور پر
[illegible] گورنمنٹ مالی امور میں ابتریاں ہوائیں اور اب تک
[illegible] ء میں اِنہوں نے ایسی مدد دی کہ جس طرح سے
ایک فرزند دلبند اپنے دست و بازو سے اور اپنی دولت اور حشمت
[illegible] مدد دیتا ہے - پہر کابل افغانستان کی اِس دوسری
لڑائی پر جو اِنہیں چار پانچ سالوں میں ہوئی پوری اعانت کی
علاوہ اِسکے مصر کے معاملہ میں امداد سے اپنی قدیم وفاداری اور
وفاداری بہ فرمان پذیری سے قدم پیچھے نہ رکھا - اب مہاراجہ
پرتاب سنگھ جموں اور کشمیر کی گدی کو زیب دے رہے
ہیں - اگر ہماری گورنمنٹ کو کام پڑے جیسا کہ روس کی نسبت چرچے
پہیلے ہوئے ہیں اور اُڑ رہیل رہے ہیں - تو مہاراجہ صاحب نہ صرف
[illegible] عزیز اور معزز چھوٹے بھائیوں راجہ رام سنگھ اور راجہ
امر سنگھ کو اپنی فوجوں کے ساتھ بھیجنا تجویز کرینگے - بلکہ بہ نفس
نفیس خود معرکہ کارزار میں جائیں گے - اور یہہ کہ کروڑہا روپیہ
اس امر میں صرف کر دینا بہ خوشی گوارا فرمائیں گے - اِس میں
شک نہیں کہ مہاراجہ پرتاب سنگھ نے ابھی اپنے آبائی ملک
کی عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لی ہے - مگر اُنہوں نے گورنمنٹ

[illegible] وفاداری اپنی والدہ کے دودھ کے ساتھ پی کر پرورش پائی ہوئی ہے۔ اِس لئے اُنکے روئیں روئیں سے ہماری گورنمنٹ کی وفاداری کی بو آتی ہے۔ یہہ مانا کہ وُہ اِنہیں چند وجوہ [illegible] بڑے ملک کا انتظام جیسا کہ چاہئے نہیں کر سکے۔ مگر گورنمنٹ کی وفاداری اُنکے خمیر اور رگ و ریشہ میں ہے۔

(۳) اب ہم اِس مسئلہ پر جس کے لئے یہہ سارا مضمون لکھا گیا ہے اور ہنوز بہت کچھہ لکھا جائیگا کیوں کہ ابھی تو ہم تعلقات پر اُصول کے طور پر بحث کر رہے ہیں فروعات پر بحث کرنی باقی ہے بڑی عمیق نظر ڈالتے ہیں۔ کہ رئیس اور گورنمنٹ میں ایک اُلجھاؤ سا جو ہے [illegible] بنا دیا ہے۔

پنجاب گورنمنٹ کی معمولی ایڈمنسٹریشن رپورٹ سے ہرگز ظاہر نہیں ہوتا کہ جموں اور کشمیر کا انتظام خراب ہے۔ حالانکہ ہم خود تسلیم کرتے ہیں کہ البتہ نسبتاً انتظام خراب ہے۔ یعنے اگر گورنمنٹ کے مقبوضہ مُلک کے انتظام کے ساتھہ مقابلہ کیا جائے تو بغیر کسی حُجت کے نتیجہ یہی نکلیگا کہ جموں اور کشمیر کا انتظام اچھا نہیں۔ بلکہ گورنمنٹ کے مقبوضہ مُلک کے انتظام کے ساتھہ مقابلہ کرنے سے قطع نظر کی جائے۔ اور ہندوستان کی بعض اُڈر اِنڈ پنڈنٹ اور عالیجاہ [illegible]

دیگر ریاستوں کے انتظام کے ساتھ جیسے کہ دولت آصفیہ حیدرآباد
بڑودہ پٹیالہ اور نابھہ وغیرہ وغیرہ ہیں جموں اور کشمیر
کو مقابلہ میں رکھا جائے تو بھی وہی نتیجہ نکلیگا کہ جموں اور
کشمیر کا انتظام لاریب بہت کچھ اصلاح طلب ہے - ہم جموں اور
کشمیر کی بے انتظامی مان کر بھی کہتے ہیں کہ رئیس اور گورنمنٹ میں
جو [illegible] ہوا ہے اسکی بنا اس امر پر نہیں - ہرگز ہرگز نہیں -
تو کس امر پر ہے ؟ -
جو عہدنامہ مہاراجہ گلاب سنگھ اور لارڈ ہارڈنگ میں سولہویں
مارچ ۱۸۴۶ع کو ہوا (جس کی نقل ہم اپنے موقع پر کتاب عہدنامجات
[illegible] مرتبہ سر چارلس ایچیسن صاحب بالقابہ میں سے ذیل میں درج
کرینگے) اسکی کسی دفعہ میں بھی جموں اور کشمیر کے لئے رزیڈنٹ کے
تقرر کا تذکرہ نہیں - بس یہی ایک امر ہے جو الجھاؤ کا باعث ہوا ہے بہ حیثیت
مجموعی معاملہ پر خیال کیا جائے تو اُس سے نہ تو اثبات ثابت
ہوتا ہے اور نہ نفی - طرفہ ماجرا یہہ ہے کہ گورنمنٹ کا منشا رزیڈنٹ کے
رکھنے میں پایا جاتا ہے - اور ریاست کا منشا اُسکے خلاف ہے - علانیہ
نہ گورنمنٹ اس پر زور دیتی ہے اور نہ ریاست انکار ہی کرسکتی
حالانکہ ہم اطمینان بخش ثبوت سے یہہ ثابت کرکے دکھا دینگے

تعلقات [illegible] ریاست کشمیر اور انگریزی گورنمنٹ

[illegible] سے نہ تو گورنمنٹ کو کچھ نفع [illegible]

ہے اور نہ رئیس کو کچھ **نقصان** ہی ہے۔ اصل امر وفاداری [illegible] سے گورنمنٹ اور رئیس میں کمال [illegible] اتحاد اور تپاک ہوا کرتا ہے۔ اور یہہ امر دونوں کی طرف سے ایسا ثابت اور متحقق ہے کہ جس میں ذرا بھی کلام نہیں۔ البتہ جانبین کی سوءظنیاں ہیں جن کو ہم ذرا بیان ہی کرتے ہیں۔

چودھری [illegible] جاہ لئیق اور مُتدّین اہلکار اتفاقاتِ حسنہ سے تمام دنیا کی ریاستوں میں سے دولتِ آصفیہ حیدرآباد دکھن کی ریاست کو (جس کو ریاست نہ کہنا چاہئے بلکہ بادشاہت کہنا چاہئے) ملے ہیں کسی ریاست کو نہیں ملے۔ اور جو اہلکار (تقدیر سے کہنا چاہئے گو ایسا نہیں) جموں اور کشمیر کو نصیب ہوئے ہیں عجیب وغریب صفات کے تھے اور ہیں۔ اُنکی ساری کارروائیاں اور فطرتیں اس بات میں صرف ہوا کیں کہ اپنا گھر بھریں اور رئیس کو گورنمنٹ سے دلی نفرت اور گورنمنٹ کو رئیس کے ساتھہ وحشت رہے۔ ریزیڈنٹ کے صرف نام پر عام اِس سے کہ جموں اور کشمیر میں مقرر ہو یا نہ ہو اہلکاروں کو موت آجایا کرتی تھی اور اب بھی یہی حال ہے سوءظنی نے ایک عرصہ سے یاں تک طول کھینچا کہ ایک طرح

تعلیقات

رزیڈنٹ جو مقرر نہ ہونا تھا تو بھی کیا گیا - اب
ہے - اور یہہ کہ ناحق - رزیڈنٹ کے [illegible] اور ہوا ہیں کہ دیر
کو نکل جائے - باقی ماندہ اہلکاروں کی کارستانیاں ہیں کہ
گورنمنٹ [illegible] کے تقرر سے گھبرا رہے ہیں - اور رئیس بھی چونکہ
جوان عمر [illegible] تجربوں کا خزانہ نہیں رکھتے شش و پنج
[illegible] انگریزی گورنمنٹ کا بہت دنوں سے پیچھے [illegible] ہوئے
بعد سے یہہ شیوہ نہیں رہا کہ رزیڈنٹ کی تحریروں کو الہام کی
[illegible] - اور اب رزیڈنٹ بھی اکثر ان فیر رزیڈنٹ [illegible]
[illegible]) ایسے نہیں ہوتے کہ گورنمنٹ کے سچے وفادار
[illegible] پذیر رئیسوں کی شکایتوں میں ڈ مبیچ لکھتے رہیں
[illegible] کہ جموں اور کشمیر کے والی [illegible] کے مابین
[illegible] کا ہے - اور وہ بھی مہاراجہ صاحب کی ذات خاص

ہم اس دوسرے ضمن کو بھی دو ایک اور ضروری امر بیان کرکے ختم کردینا چاہتے ہیں - کیونکہ ہنوز کئی ایک ضمن جو سخت تر از سخت ضروری ہیں بیان کرنے باقی ہیں -

اگر کوئی عہدہ داران جموں اور کشمیر کا جو کچھہ تو ناپید ہوگئے اور کچھہ باقی ہیں

ریاست کشمیر اور انگریزی گورنمنٹ

[illegible] امر ہے۔ کہ ہماری گورنمنٹ اور والئ جموں اور کشمیر کی خاص امور [illegible] ساکر رزیڈنٹ کا تقرر وغیرہ سے کھچتی نہ رہے۔ اس کھچتی کے نہ رہنے [illegible] نکی دال گلتی تھی [illegible] منشر ہوا کرتا ہے [illegible] اہلکار خصوصاً اگر کوئی عہدہ دار پر نظر رکھا کرتا ہے۔ اور گویا رزیڈنٹ کی یہہ جنرل ڈیوٹی ہے۔ جس سے ہمارے جموں اور کشمیر کے اہلکار گھبرا کے [illegible] صاحب کو بھی ہراساں کردیتے تھے اور کردیتے ہیں۔

البتہ اس عدم معاملہ فہمی میں سیکنڈ براجمان مہاراجہ رنبیر سنگھ صاحب بھی بری الذمہ نہیں رہے۔ اور نہ مہاراجہ صاحب حال ہی سبکدوش ہو سکتے ہیں۔ مہاراجہ صاحب کو یہہ سوچنا چاہئے کہ اگر کچھ ہو تو اسکی پردہ داری لازم ہے۔ جب میدان صاف ہے اور گورنمنٹ اور رئیس میں اتحاد اور یکجہتی کا اصل اصول جو وفاداری اور فرمان پذیری مردوں کے میدان قائم ہے تو ہر ایک رزیڈنٹ نہیں بیس رزیڈنٹ رہیں خوف اور ڈر ہی کیا ہے۔ مہاراجہ صاحب کے پاس اگر دولت آصفیہ حیدر آباد دکھن کے جنت آرامگاہ نواب سرسالار جنگ بہادر بالقابہ کے سے جو ہند کے پرنس بسمارک کے لقب سے ملقب تھے مدار المہام نہیں تو پیدا کریں۔ نہیں تو محض اپنی ہی خالص نیک نیتی اور خیر خواہی پر جو انگریزی گورنمنٹ کی نسبت رکھتے ہیں موجودہ الجھاؤ کو دور کریں۔ اور اہلکاروں کے ذریعہ کے بغیر رزیڈنٹ سے ملا کریں۔ اور [illegible]

کو یاد رکھیں کہ ہماری گورنمنٹ جموں اور کشمیر کی ریاست کو اپنی سرحد کا استحکام سمجھتی ہے۔ چنانچہ ہم اس پوائنٹ کو ثابت بھی کر دینگے۔

ثالثاً۔ اب ہم اس عہدنامے کو پیش کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ جو جموں و کشمیر کی بابت مہاراجہ گلاب سنگھ اور کرنل ہنری لارنس صاحب بی ریذیڈنٹ پنجاب کے مابین لارڈ ہارڈنگ صاحب جی سی بی کے گورنر جنرل ہند کے عہد میں سولہویں مارچ ۱۸۴۶ء کو ہوا۔ اور جو رائے اس عہدنامے پر رکھتے ہیں اسکے خاتمہ پر ظاہر کرینگے۔

☞ عہدنامہ یہ ہے

پہلی شرط سرکار انگریزی دوام کے لئے بلا دخلت غیرے مہاراجہ گلاب سنگھ اور انکے وارثان اصلی ورثاء کو تمام ملک کوہستان مع متعلقات واقع جانب شرقی دریاء سندھ اور جانب مغرب دریائے راوی مع علاقہ چمبا باستثناء علاقہ لاہول جو جزو اس علاقہ کا ہے جو دریاء آبو سے سرکار انگریزی کو حسب منشاء دفعہ چہارم عہدنامہ پنجاب مرقومہ نویں مارچ ۱۸۴۶ء سپرد ہوا دیتی ہے۔

دوسری ایضاً علاقہ کی شرقی سرحد جو مذکورہ بالا شرط کے مطابق مہاراجہ گلاب سنگھ کو دیا گیا ہے سرکار انگریزی اور مہاراجہ گلاب سنگھ کے مامورہ کمشنران قرار دیں گے اور اسکی تفصیل پیمائش کے بعد الگ عہدنامہ [illegible] ہوگی۔

تیسری شرط اُس علاقہ کے انتقال کے عوض جو اُنکو اور اُنکے وارثوں کو مذکورہ بالا شرط کے منشا کے بموجب دیا گیا ہے مہاراجہ گلاب سنگھ سرکار انگریزی کو مبلغ **پچھتر لاکھ روپیہ** نانک شاہی ادا کرینگے۔ اور منجملہ اُسکے پچاس لاکھ روپیہ اِس عہدنامہ کی تصدیق کے وقت ادا کرینگے اور باقی پچیس لاکھ روپیہ یکم اکتوبر سنہ حال یا اُس سے پہلے دینگے۔

چوتھی ایضاً مہاراجہ گلاب سنگھ کے علاقہ کی حدیں سرگز بلا اتفاق رائے سرکار انگریزی تبدیل [illegible]

پانچویں [illegible] مہاراجہ گلاب سنگھ اور دربار لاہور یا کسی اور قرب وجوار کی ریاست [illegible] پیدا ہوگا تو مہاراجہ اُسکو سرکار انگریزی کی ثالثی کے سپرد کرینگے اور سرکار انگریزی جو فیصلہ کردیگی اُس کے مطابق تعمیل کر [illegible]

چھٹی مہاراجہ گلاب سنگھ اپنی طرف سے اور اپنے وارثوں کی جانب سے اقرار کرتے ہیں کہ جب فوج انگریزی کسی علاقہ کو ہی یا علاقہ متصلہ علاقہ مہاراجہ میں جنگ آور ہوگی تو وہ مع اپنی تمام فوج کے شامل فوج انگریزی ہونگے۔

ساتویں " مہاراجہ گلاب سنگھ وعدہ کرتے ہیں کہ وہ کسی رعایا انگریزی یا کسی اور رعایا یوروپ اور امریکہ کو انگریزی گورنمنٹ کی استرضا کے بغیر ملازم نہ رکھیں گے۔

آٹھویں شرط مہاراجہ گلاب سنگھ وعدہ کرتے ہیں کہ وہ منتقلہ علاقہ کے باب میں عہدنامہ جداگانہ کی پانچویں و چھٹی و ساتویں دفعات کی منشا کا جو انگریزی سرکار اور دربار لاہور کے مابین گیارہویں مارچ ۱۸۴۶ء کو ہوا ہے لحاظ رکھیں گے۔

نویں ایضاً انگریزی سرکار مہاراجہ گلاب سنگھ کی مدد انکے ملک کی حفاظت کے لئے دشمن غیر کے مقابلہ میں کریگی۔

دسویں " مہاراجہ گلاب سنگھ انگریزی سرکار کی حکومت کو قبول کرتے ہیں اور انگریزی سرکار کی حکومت کا اقرار کرکے ایک گھوڑا [illegible] پشمی بز (چھ نر اور چھ مادہ) اور تین جوڑے شال پشمینہ نذر کے طور پر [illegible] کریںگے۔ **انتہیٰ**

علم **تواریخ** کے برابر دنیا میں مختلف قوموں اور گروہوں کی بابت اور انکی اصل حقیقت جاننے [illegible] ذریعہ نہیں ہیں۔ یہی سبب ان کے اقبال اور ادبار کے معلوم کرنے کے واسطے بھی **کسوٹی** ہے۔ عہدنامہ متذکرہ بالا کے دیکھنے سے پہلے اگر ہمارے پہلے و دوسرے حصّہ کی [illegible] میں ہم نے اپنی گورنمنٹ کی تاریخ سولہویں مارچ ۱۸۴۶ء [illegible] سالوں کی بابت لکھی ہے اور یہہ کہ مہاراجہ [illegible] کی حالت تھی جو عہدنامہ کے وقت خصوصاً موجود تھی درج کی ہے، تو صاف معلوم ہوتا ہے جس زمانہ [illegible]

شبہ نہیں رہتا کہ اس سارے عہدنامہ کا لب لباب یا جان پچھتر لاکھ روپیہ ہے جس کی ہماری گورنمنٹ کو ضرورت تھی اور ضرورت بھی اشد - یا یوں کہیں کہ جموں اور کشمیر کا دوام کے لئے انڈیپنڈنٹ رہنا خاص کر روپیہ کی ضرورت کے واسطے تھا - اور اگر یہہ بھی کہئے تو حق بجانب ہے کہ ہماری انگریزی سرکار [illegible] ہاتھہ جموں اور کشمیر کو بیع سلطانی کر دیا ہے -

[illegible] مذکور میں دس شرطیں ہیں - کوئی ایک بھی شرط ایسی نہیں کہ متنازعہ یا مشتبہ ہو سکے - وہ [illegible] ہیں - اسکی پہلی شرط ہی میں [illegible] غیرے کے الفاظ ایسے ہیں کہ رزیڈنٹ کے تقرر کی صاف نفی کرتے ہیں - لیکن ہم اس پو[illegible] - کیونکہ گو اہالیان دربار جموں اور کشمیر اور خود مہاراجہ صاحب حال اور اہل الرائے کی رائے یہ ہو گی کہ [illegible] ہے کہ ہم رزیڈنٹ کے تقرر کے مخالف ہیں - اور ہمارے اس [illegible] کے ثبوت میں ہمارے پاس بہت معقول وجوہات موجود ہیں - ان بالا چند سطروں میں ہمارا مقصود یہہ تھا کہ عہدنامہ سے رزیڈنٹ کا تقرر ثابت نہیں ہوتا - اور یہہ کہ گورنمنٹ کو اس وقت روپیہ کی ضرورت تھی اور مہاراجہ صاحب [illegible] تھا اور علاوہ اسکے وُہ نہ صرف بلحاظ اپنے خاندان کے ملکداری کی لیاقت رکھتے تھے بلکہ ان میں ذاتی طور پر بھی ملکداری کی لیا[illegible] اس پر انگریزی اخبار والوں

کا چناں اور چنیں کہنا جائز نہیں بلکہ ہرگز جائز نہیں۔ اب ہم ریذیڈنٹ جموں اور کشمیر کے وجود کے بارہ میں ایک بحث کرتے ہیں کہ آیا اس کا تقرر ریاست کے حق میں مُضر ہے؟۔

۱	۲	۳	۴	
نمبر شمار	نام ریاست	آبادی	آمدنی	[illegible]
(۱)	اودے پور راجپوتانہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
(۲)	جے پور ایضاً	[illegible]	[illegible]	[illegible]
(۳)	جودھ پور	[illegible]	[illegible]	[illegible]
(۴)	بونڈی	[illegible]	[illegible]	[illegible]
(۵)	کوٹہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
(۶)	ٹونک	[illegible]	[illegible]	[illegible]
(۷)	جھالاوار	[illegible]	[illegible]	[illegible]
(۸)	کرولی	[illegible]	[illegible]	[illegible]
(۹)	کشن گڑھ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
(۱۰)	دھولپور	[illegible]	[illegible]	[illegible]
(۱۱)	بھرت پور	[illegible]	[illegible]	[illegible]
(۱۲)	الور	[illegible]	[illegible]	[illegible]

۱	۲	۳	۴
نمبرشمار	نام ریاست	آبادی	آمدنی
(۱۳)	بیکانیر راجپوتانہ	۵۳۹۰۰۰	۹۰۰۰۰۰
(۱۴)	جیسلمیر ایضاً	۷۳۷۰۰	۵۰۰۰[illegible]
(۱۵)	سروہی "	[illegible]۵۵۰۰۰	۸۰۹[illegible]
(۱۶)	ڈونگرپور "	[illegible]	[illegible]
(۱۷)	بنسواڑہ "	[illegible]	[illegible]
[illegible]	پرتابگڈھ	[illegible]	[illegible]
[illegible]	مجموعہ ویسٹرن انڈیا	[illegible]	[illegible]
[illegible]	کولاپور "	[illegible]۴۶۱۵۶	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
(۲۲)	کاٹھیاوار "	۱۴۷۵۶۸۵	[illegible]
(۲۳)	گوالیار (سنٹرل انڈیا)	[illegible]	[illegible]
(۲۴)	اندور "	[illegible]	۳۰۰۰[illegible]
(۲۵)	بھوپال "	[illegible]	[illegible]
(۲۶)	دھار "	۱۲۵۰۰۰	۳۳۷۰۰۰
(۲۷)	ریوہ "	[illegible]	۲۲۵[illegible]

ہے جیسے
وہ ریاستیں
ہیں جو بڑ
زور اور
انڈیپنڈنٹ
[illegible]رفی
نصف
ایک ملک
بادشاہت
ہے -
بیسیوں
بکھرےا
نقشہ ریاست
بھی ہیں
حسن کا
بوجوہات
ہم نے

۱	۲	۳	۴
نمبر شمار	نام ریاست	آبادی	آمدنی
(۲۸)	حیدرآباد دکن	[illegible]۹۶۸۰۰	۴۰[illegible]
(۲۹)	میسور	۵۰۵۵۴۱۲	۱۰۸۴۰[illegible]
(۳۰)	ٹراونکور	۱۱۶۳۴۴۷	۴۳۸۵۰۰۰
(۳۱)	کوچین	[illegible]	۱۰۵۷۴۹
(۳۲)	نیپال	[illegible]	[illegible]

نام اور اُن کی آبادی اور آمدنی نہیں لکھی کیوں کہ گو وہ بھی ہندو پنڈت اور نامی گرامی اور متمول ہیں۔ مگر پھر بھی مندرجہ حاشیہ ریاستوں کی عالیشان کو نہیں پہنچتیں۔

یہ سب بتیس ریاستیں یا تو ایجنٹ گورنر جنرل کے پولیٹیکل پاور میں ہیں یا رزیڈنٹ وہاں مقرر ہیں۔ کوئی بھی ایک بھی ایسی ریاست نہیں کہ جو دونوں انگریزی سرکار کے اعلیٰ عہدہ داروں کی زیر نگرانی نہ ہو۔ بلکہ اکثر ریاستوں میں ایجنٹ گورنر جنرل کا اسسٹنٹ یا رزیڈنٹ کا اسسٹنٹ رہتا ہے۔ مہاراجہ جموں اور کشمیر کے مغرور اور خود پسند اہلکاروں میں سے کوئی تو بتائیے کہ اُن میں سے ایک ریاست بھی سرکار انگریزی کے کسی نہ کسی عہدہ دار کی نگرانی میں نہ ہو۔ اگر سچ پوچھئے تو ان بتیس ریاستوں میں سے ایک ہندو صاحب جو

کی ریاست نیپال اور دوسری اہلِ اسلام کی ریاست دولتِ آصفیہ
حیدر آباد دکھن انڈیا کی کُل ریاستوں کی سرتاج ہے۔ اور طرفہ ماجرا
[illegible] کہ یہہ دونوں ریاستیں نہ فقط اپنی عالیجاہی اور زور ہی میں
[illegible] ہر کی ریاستوں کی سرتاج ہیں۔ بلکہ وہ انگریزی تاج
[illegible] پوری وفاداری اور وفاداری پر کامل فرماں پذیری
[illegible] اپنی ہمعصر ریاستوں میں فخر کا باعث ہیں۔ ریاست
[illegible]وں اور کشمیر ان [illegible] ریاستوں کے مقابل کیا ہستی رکھتی ہے
سوائے مہاراجہ صاحب حال اور اُنکے اہلکاروں کے سادہ پن
کے اور کیا سمجھا جائے کہ وہ کیوں جموں اور کشمیر میں رزیڈنٹ کے
[illegible] سے خوش نہیں یا یوں کہیں کہ نالاں [illegible] مانا کہ ہمارے
مہاراجہ صاحب زمانہ روا [illegible] اور کشمیر کو نوجوانی کی وجہ سے
[illegible] ہیں۔ تو کیا اُنکے سن اور سالخوردہ اہلکاروں کو بھی اس
روشنی کے زمانے میں دُنیا کا حال معلوم نہیں۔ اس موقع پر خواہ
نخواہ یہہ سوال جو کسی قدر دلچسپ [illegible] پیدا ہوتا ہے کہ کس رزیڈنٹ
سے کس ریاست کو ضرر پہنچا۔ ہم اس سوال کو ذیل کی سچی تحقیقات
سے حل کرتے ہیں:

دوم مندرجۂ ذیل دو ریاستوں پر معترضِ اہلِ ہند کا بڑا زور ہے۔ جن کو

اگلی دوانست میں رزیڈنٹیوں نے بگاڑا - ہندوستانیوں کے دلوں سے یہہ خیال ابہی تک دور نہیں ہوا البتہ کم ہوگیا ہے - ہم سمجھتے ہیں کرزن ماننے کی روشنی بہت جلد اِس پوائینٹ سے بھی اُن کی تسکین کردیگی -

(الف) بڑا اعتراض ملک آودہ کے الحاق پر اور محمد واجد علی شاہ بادشاہ کے بے تاج و تخت کردینے پر ہے - بات یہہ ہے کہ جب صوبۂ آودہ ۱۸۵۶ء میں شامل ملک انگریزی کرلیا گیا - اور ضلع بندی وغیرہ بھی ہوچکی - اور ۱۸۵۷ء کا طوفانِ بے تمیزی بھی بہ خوبی رفع اور دفع ہوچکا - تو آودہ کے مشہور اور بدنام (مگر بے قصور) رزیڈنٹ کرنل سر ولیم سلیمن کے ڈیری نکلے اور پہر ہماری انگریزی گورنمنٹ کی اقتضاء دیانت نے اسکو مشتہر بھی کیا - اِس میں ذرا بھی کلام نہیں کہ صاحب موصوف نے ملکِ آودہ کی نہایت ابتری اور بدانتظامی کی بڑی بڑی پُرزور رپورٹیں کیں جن کی بنا نہ صرف سلیمن تھیوری پر تہی بلکہ بالکل فیکٹز پر تہی - ہندوستانی نامور مؤرخوں نے بھی اپنی تصنیفات میں آودہ کی بدحالی اور پرلے درجہ کی بربادی کو بالکل ایمانداری سے مان لیا ہے جو مؤرخ کی سب سے

فُٹ نوٹ ایک محقق کی نظر میں کسی امر کے اثبات سے اثبات لجائیں تو اسکو اس محقق کی تھیوری کہیں گے منہ

اعلیٰ درجہ کی صفت ہے - منجملہ اُن مُصنّفوں کے ایک سیّد
آقا حسن نامی رضوی لکھنوی مؤرّخ ہیں جنہوں نے حضورِ عالی
جناب آنریبل مہاراجہ سر دِگبجے سنگھ کے سی ایس آئی
والیٔ بلرام پور اَوَدھ (حال بیکنٹھ دھام) کی تاریخ لکھی ہے جسکا
نام **احسن التواریخ** ہے - اُسمیں بہت ہی مفصّل
انتزاعِ سلطنتِ اَوَدھ کی وجوہات لکھی ہیں - جنمیں
سوائے ظلم اور ستم کے جو بادشاہ سلامت کی عدم توجّہی سے
غریب ساکنانِ اَوَدھ پر نازل تھے ایک وجہ بھی کسی اَور امر نہیں
بہت طول ہو جاتا ورنہ ہم یہاں اُن وجوہات کو نقل کرتے - غرض
ریذیڈنٹ ممدوح کی رپورٹیں بھی بجا تھیں بیجا نہ تھیں - اعلیٰ
درجہ کی گورنمنٹ کا جسکو خدا نے فلک شوکت بنا دیا پرلے درجہ
کا بے ایمان پن ہے کہ وہ دیدہ و دانستہ رعایا کو جو اُسی خدا
کی پرایا ہے جس کو اُس نے اُسکا وارث بنایا ظلم کے طوفان
میں رہنے دے اور بیٹھا تماشا دیکھے - اور ایسے ریذیڈنٹ کا
بھی سخت کمینہ پن ہے کہ ایسے ظلم دیکھے اور اپنی آنکھوں پر پٹی
باندھ لے - ایسی گورنمنٹ اور ایسے ریذیڈنٹ کی ایسی آنکھیں پھوٹ
جائیں جو ظلم دیکھے اور کچھ بند و بست نہ کرے -

مگر اس اعلیٰ درجہ کے مدبر اور دوراندیش رزیڈنٹ (کرنل سر
ولیم سلیمن) نے جس زور شور سے ظلم اور ستم کی رپورٹیں کیں اس
سے صدچند مؤثر زور شور سے یہ بھی **مشورت** دی …
ہرگز! ہرگز!! ہرگز!!! صوبۂ اودھ کا الحاق نہ کیا جائے۔
اسی صوبہ کے حق داروں میں سے ایک کو …
قابل ہو اسکو سپرد کر دیا جائے۔ مگر افسوس کہ اس وقت …
منسٹری نے اپنے با تدبیر رزیڈنٹ کی دانشمندانہ صلاح پر عمل
نہ کیا۔ اور لاریب **بیجا** کام کیا اسکو الحاق ہی کر لیا۔ علاوہ
صوبۂ مذکور کے … محمد واجد علی شاہ بادشاہ کو
جو ایک دولا یا گھنیا جی کا اوتار تھے پنشن دے دینی اور کسی
اور ذی حق شاہزادے کو تاج اور تخت عطا کرنے سے گورنمنٹ
… منشا پورا ہو جاتا۔ اس بیجا کام کا خمیازہ کیا
تھا؟ ۱۸۵۷ء کا غدر۔ آہ! اسکا خمیازہ کیا ہونا تھا۔ ملک اودھ
کا ظلم دور کرتے کرتے جو **بے تدبیری** سے کیا گیا ہے
ہندوستان کے تمام صوبوں … اور مصیبت …
ٹوٹ پڑے۔ اگر انگریزی گورنمنٹ پہ خدا کا سایہ نہ ہوتا تو بچنا
بالکل ناممکن تھا۔ بے تدبیریوں کا نتیجہ نہ ایک بار بلکہ ہر بار نہیں

ایسا سبب ہوا کرتا ہے۔ جیسا کہ ہمارے لیٹ ویسرائے اور گورنر
جنرل انڈیا لارڈ لٹن کی پالیسی کا نتیجہ افغانستان پر دوسری
چڑھائی میں ہوا۔ ہم اس امر کو ایک بار نہیں سو بار تسلیم کرتے
ہیں کہ ہماری گورنمنٹ کو جھٹ پٹ ریاستوں کو شامل کر لینے
کے لئے **تنبیہ** بھی وہ ہوئی کہ نہ دیدہ نہ شنیدہ۔ خدا قیامت
تک پھر نہ دکھائے۔ تیس ۳۰ برس سے ہماری گورنمنٹ کی رفتار
حد سے زیادہ دھیمی ہو گئی بلکہ حد اوسط سے بھی تفریط کی طرف
جھکی ہوئی ہے۔ اور ایسا ہی ہونا چاہئے۔ ہماری نظر میں نہ
[illegible] لارڈ لٹن کی پالیسی افغانستان [illegible] ہی کمزور اور بودی
تھی۔ ہمارے [illegible] اور گورنر جنرل **لارڈ ڈفرن**
کے پالیسی الحاق برہما کے بارے میں بھی شاعر اور ناول نویس
لیٹ ویسرائے کی پالیسی کی سی ہی ہے۔ جو اس پچھلی حرکت سے
نتیجے نکل رہے ہیں وہ گورنمنٹ کو کچھ کم بدنام کرنے والے نہیں
غیر برہما کے بلیدان ہونے سے [illegible]س تک کئی ایک مقبوضہ
(اور بے شک شریر اور لاپرواہ اور مغرور اور ظالم بھی) ریاستیں
فراہم رہیں گی۔

کہو **پنجاب سرہی دیو** کے ناظرین باتمکین صوبہ اودھ اور

اسکے رزیڈنٹ کا دلپذیر مگر عبرت ناک ماجرا سُنا کہ اُسکے یک بیک الحاق سے ہماری گورنمنٹ کو کیا کیا ثمرے ملے - جموں اور کشمیر کے والی مہاراجہ اور اُنکے اہالیان دربار رزیڈنٹ سے ڈرتے کیوں ہیں - کشمیر میں جو ظُلم اور ستم ڈہایا جاتا ہے کیا پنجاب رزیڈنٹ کو اُس سے نامحرم سمجھتے ہو - نہیں وُہ نامحرم نہیں وُہ خوب جانتا ہے جو جو فطرتیں درکارستانیاں اہلکاروں کی بدولت ہو رہی ہیں - آؤ باز آؤ اب بھی باز آؤ تمہارے دل میں کیوں چور ہے - وُہ بتیس ریاستیں جنکا ہم نے تذکرہ کیا ہے اور جن کی فہرست تمہاری آنکھوں کے روبرو رکھ دی ہے وُہ ہرگز نہیں ہیں پھر تم کس لئے کانپتے اور تھرتھراتے ہو - تمہارا انتہا درجہ کا ظُلم ایک نہ ایک دن تم پر ایسا وقت لائے گا کہ تم ہی کیا یاد کروگے - دولت آصفیہ حیدرآباد دکھن جیسے اہلکار منگواؤ اور یہہ کہ وُہ نا پید نہیں - پھر ایک رزیڈنٹ نہیں بیس رزیڈنٹ مُقرر ہوں تم کو اُن سے ذرا بھی ضرر نہ پُہنچے گا - جیسا کہ مذکورہ بالا ریاستوں کو نہیں پُہنچا - دیکھا دولت آصفیہ کے مدارالمہام جنت آشیان نے وفاداری سے گورنمنٹ کو موصوف پر شیدا اور فریفتہ کر لیا -

(ب) اودہ کے الحاق کے معاملہ سے دُوسرے درجہ پر یا - برود

فُٹ نوٹ جموں کشمیر والے اہلکاروں کو اگر کچھ شعور ہو اگر کچھ عقل ہو تو اس بات کو یاد کریں کہ اِس پولیٹیکل نے ۱۸۷۵ء میں مہاراجہ ملہار راؤ ... جیسے رزیڈنٹ کو پرنس آف ویلز والے معاملہ میں شکست فاش دی تھی - دیکھو بے وکیل ہند کی جلد سوم ۱۸۷۶ء

منہ

کی بابت اعتراض ہے - اور وہ اعتراض بھی صرف یہہ ہے کہ
مہاراجہ ملہار راؤ کو ریاست سے الگ تھلگ کر دیا - بات
اتنی سی ہے کہ وہاں کے رزیڈنٹ کرنل فیر نے رپورٹ کی کہ مہاراجہ
ملازموں کے ذریعہ سے مجھے زہر دلوا دیا - لیٹ
وایسرائے اور گورنر جنرل انڈیا لارڈ نارتھ بُرک نے (جو فی الجملہ
حلیم اور نیک سرشت افسر ہیں) اس الزام کی ایک ایسی کمیشن سے
تحقیقات کروائی کہ اسکے ممبر عالیجاہ والیان ریاست ہی تھے
کمیشن نے مہاراجہ صاحب کو اس الزام سے بری کر دیا - پھر وایسرائے
نے رزیڈنٹ موصوف کو تو عہدہ مذکورہ سے برخاست
کر دیا مگر اس دار و گیر میں مہاراجہ صاحب کو بھی نہ چھوڑا - یعنے
ان کو ریاست سے جدا کر دیا - لیکن ریاست مذکور کو الحاق نہ
کیا بلکہ اس گدی کے حق داروں میں سے ایک کو منتخب کر لیا -
بڑے لائق فائق اور مشہور معروف انگریزی افسر ملول صاحب
کو وہاں کی رزیڈنسی کے عہدہ پر مقرر کر دیا - اور علاوہ اسکے نہایت
قابل ہندوستانی عہدہ دار سر ٹی مادھو راؤ کو وہاں کا دیوان
مدار المہام بنا دیا - ان دونوں افسروں کی لیاقت اور
دیانت کی وجہ سے پھر آج تک وہاں کوئی امر اعتراض والا نہ پیدا ہوا

اردو اخبار والوں نے اس پر بُری ہی لے دے کی - اور ہندوستانی
لوگوں نے جو اپنے آپ ہی میں اہل الرائے بنے پھرتے ہیں بہت
ہی زہر اُگلا - لیکن بات در اصل کچھہ بھی نہ تھی - لارڈ نارتھہ بُرک
کی رائے بیجا نہ تھی - مہاراجہ ٹھہرا تو گویا تو مخبوط الحواس کہنا زیادہ
گوئی نہیں - یا یہہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اُن میں مُلک داری کے
گراں بار کے اُٹھانے کا مادہ اور ڈھنگ بالکل ہی نہ تھا - حالانکہ یہہ
ایک **صداقت** ہے کہ تاجدار ہی کو سب سے زیادہ بوجہہ
اُٹھانا پڑتا ہے - اہلِ (روم) [illegible]
میں درحقیقت جہانگیر اور قریبًا دُنیا بھر کے فرماں روا [illegible]
برباد ہوئے [illegible] سوائے اڈورڈ گبن کی کتاب [illegible]
(یہہ وہ مؤرخ ہے جس نے روم کبیر کی بہت مفصل تاریخ لکھی ہے) کوئی
جانتا تک نہیں - بیچارہ ٹھہرا لیٔے کہ اُنکے مقابل کچھہ ہستی اور کچھہ وجود
ہی نہیں - یہہ دُنیا بھر کے حکمران برباد کیوں ہوئے ؟ - انہیں
کرتوتوں سے جو مہاراجہ [illegible] کرتے تھے - سلطنت لاکھہ
من بیٹھہ آمدنی کا بڑا حصہ پہلوانوں کی کُشتی اور جانوروں کی
لڑائی اور ناچ رنگ میں صرف ہوتا تھا - اور بیچارے سترہ لاکھہ
آدمیوں کی کمائی یوں اور دوں تباہ جاتی تھی - رعایا کا

یہہ حال تھا کہ گویا دُنیا میں کوئی خدا کوئی پرمیشور سرب شکتمان پرم آتما جوتی سروپ کرپالو دیالو دینا ناتھ رکھتے ہی نہیں تھے۔ ایسے خرمن پر آگ نہ برسے تو کیوں نہ برسے اور ایسا جہاز پہاڑ سے ٹکرا ٹکرا کر چھد چُور نہ ہو تو کیسے نہ ہو - انگریزی سرکار کی ہوم گورنمنٹ یا سکرٹری آف سٹیٹ انڈیا یا سکین مزاج لارڈ نارتھ بُرک کو خواہ نخواہ بدنام کرنا زیب نہیں دیتا - گو (بلحاظ ایشیا کے) آج قیامت خیز آزاد آدمی ہی سہی جس کی وجہ سے جو کچھ بھلا بُرا کہا جاتا ہے اُسکا انٹرسٹ نہیں لیا جاتا - پھر بھی انسانیت کا شیوہ یہہ نہ ہونا چاہئیے کہ بھلے مانس کے تو سر ہو جائیں اور مُفتنی اور بد اندیش سے دُم دبائیں -

غرض کہ **بڑودہ** کے معاملہ میں بھی گورنمنٹ انگریزی کا کوئی قصور نہیں - بلکہ اگر آؤ سچ پوچھنا چاہتے ہو تو ہم یہہ کہیں گے کہ ریاستِ بڑودہ کے معاملہ سے ہمارے والیانِ ملک کو **کان** ہو گئے جو اُن کے حق میں اکسیر کا کام کرینگے - ہمارے اُلٹے ہندوستانی کچے ہندوستانی چھینکڑے ہندوستانی جو ریاستوں میں گھسے ہوئے ہیں انگریزی گورنمنٹ کا جب نام لیتے ہیں تو کافر بوزنہ اور تیچہ کے نام سے پکارتے ہیں - وہ اپنی کوتہ اندیشی

[illegible] رئیس کے نزدیک اسی میں اپنا رسوخ سمجھتے ہیں۔ اگر
[illegible] لیاقت کچھ سمجھ ہو تو اپنے گھر کو صاف کیجیے
[illegible] سے جسکو خدا نے وقت کا بادشاہ مقرر کیا ہے
ایسا میں جول رکھیں۔ جو ایک اہل دوسرے اہل سے رکھتا ہے
اور ایک لائق دوسرے لائق کو جانتا ہے اور ایک سمجھدار دوسرے
سمجھدار کو پہچانتا ہے۔ نہ کہ اپنے دوست اپنے تئیں اپنے سرپرست
کو گندے الفاظ سے یاد کرکے **اشتعال** دلائیں، اور پھر ان
کی شکایتوں کے دفتر کھولیں۔ تم بہت جلد کیوں بھول گئے کہ
شہاب الدین غوری نے تمہارے باپ دادوں اور بھائیوں
کا کیا حال کیا۔ محمود غزنوی نے کیا کیا۔ اچھا اور جانے دو شہنشاہ
اورنگ زیب عالمگیر نے کیا کیا ستم ڈھایا۔ تم سوائے اسکے کیا جواب
دوگے کہ ان حملہ آوروں نے آخر کیا پھل پائے۔ یہ سچ ہے کہ
انہوں نے اچھے پھل نہ پائے جیسا کیا ویسا پایا۔ مگر بات ہے
تو یہ ہے کہ کیا انگریزی گورنمنٹ نے تمہارے ساتھ ویسے ہی
سلوک کئے جو شہاب الدین غوری اور محمود غزنوی اور اورنگ زیب
عالمگیر نے کئے؟ انگریزی گورنمنٹ کے بااختیار اور اعلیٰ درجہ کے
افسروں کی ہماری دیسی ریاستوں کے بارہ میں یہ رائے

ہے کہ انگریزی سرکار ایک جسم ہے تو ریاستیں اُسکی ہڈی ہیں۔ جسم کو ہڈی کے بغیر قیام نہیں۔ انگریزی گورنمنٹ بھی انکو اپنے تاج اور تخت کا قیام جانتی اور مانتی ہے۔ اِس صدی کے اوائل میں اپر انڈیا کے معرکوں میں جو ریاست انگلستان اور ہندوستان کے تاج اور تخت کی ممد رہی اُسکو ایک ارسطو جاہ انگریزی افسر ڈیوک آف ولنگٹن نے یہی لقب دیا۔ اور ویسٹرن انڈیا میں دوست ریاستوں کو جنرل لیک ایک مشہور مدبر انگریزی افسر نے بھی یہی لقب اُنکو دیا۔ مختصر یہہ ہے کہ وہ ریاستیں جو اپنا انتظام انگریزی انتظام کے لگ بھگ رکھتی ہیں اور یہہ کہ وہ آزمائی ہوئی وفادار ہیں۔ وہ انگلستان کے تاج میں چمکدار ہیرے ہیں اور ہندوستان کے تخت کے لئے مضبوط رکن۔ ایسی ریاستوں کو رزیڈنٹ گویا ایک وزیر باتدبیر مل گیا وہ اُس سے اندیشہ کیوں کرینگی۔ اب ہم اِس ضروری بحث کو چھوڑ کر اس امر پر گفتگو کرتے ہیں کہ کن کن ریاستوں کو رزیڈنٹ وغیرہ کی وجہ سے فائدے پہنچے اور یہہ کہ کیا کیا فائدے پہنچے۔

سوم ہم کو کامل تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ برخلاف شورہ پشت لوگوں کی رائے کے انگریزی گورنمنٹ نے ریاستوں کی کامل طور پر نگہبانی اور حفاظت

تعلقات

[illegible] سے [illegible] نتیجے نکلے وہ ریاست کے حق میں صرف [illegible] کی [illegible] ہیں کی اولاد در اولاد کی اولاد تک بھی مفید ثابت ہوئے۔ نہیں تو اکثر ریاستیں ایسی گرداب میں پڑ گئی تھیں کہ انگریزی گورنمنٹ کے سہارے کے بغیر انکا نکلنا محال ہی نہیں بلکہ غیر ممکن تھا۔ ایسی حالتوں میں ہندوستانی اہلکاروں میں وہ دیانت کہاں کہ انکو بچا سکیں اور ایسی لیاقت کہاں کہ قدیمی رعب داب کو قائم رکھیں۔ یہہ دیانت اور لیاقت انگریزی اعلیٰ افسروں پر ختم ہے صوبہ پنجاب کے متعلق چھتیس ریاستیں اِنڈیپنڈنٹ ہیں جو اِس صوبہ کے لفٹنٹ گورنر کے پالہ میں ہیں۔ اُن میں سے خاص وجوہات پر (اِن

(۱) بہاولپور — چند سالوں میں) چھ ریاستیں انگریزی ریزیڈنٹوں
(۲) کپورتھلہ — کے سپرد کی گئیں۔ پہلے ہیں اشد ضرورت انگریزی
(۳) چمبہ — ریذیڈنٹ پر بھی اِنکا انتظام دیسی عہدہ داروں
(۴) نابھہ — کے سپرد رہا۔ مگر اُنکے باہمی نفاق کے سبب
(۵) پٹودی — (جو بدنصیب ہندوستانیوں کا خاص خاصہ
(۶) مالیرکوٹلہ — ہوگیا اور ہو رہا ہے) ثابت ہوا کہ انگریزی ریزیڈنٹوں

یا ایجنٹوں کے بغیر ریاست میں امن اور عمدہ انتظام ناممکن ہے۔ ہم پہلے تین ریاستوں کا تذکرہ کرینگے باقی تین کا حال طول کلامی کے خوف

اس وقت ملتوی کر دیں گے۔

چنانچہ کرنل لیولڈ جان ھنری گرے صاحب سی ایس آئی بالعموم ... دہلی ڈویزن کے اضلاع کے کمشنر اور سپرنٹنڈنٹ ہیں) ریاستِ بہاولپور کے رزیڈنٹ مقرر ہوئے۔ اور مسٹر ھنری لیپل گریفن صاحب کے سی ایس آئی (جو آپ سنٹرل انڈیا کی ریاستوں اندور گوالیر بھوپال وغیرہ وغیرہ میں رزیڈنٹ ہیں) ریاست کپور تھلہ کی رزیڈنٹی پر تعینات کئے گئے اور ایک مشہور افسر کرنل ریڈی صاحب چمبہ کی ریاست کے رزیڈنٹ بنائے گئے اِن افسروں کی وقتاً فوقتاً بہ ضرورت تبدیلیاں بھی ہوا کیں۔ کپورتھلہ میں میکورتھ ینگ صاحب بھی رہے جو اِن ایام میں پنجاب گورنمنٹ کے سکرٹری اعظم ہیں۔ اور مرداز صاحب بھی رہے جو آپ ضلع کانگڑہ پنجاب کے ڈپٹی کمشنر ہیں۔ اور ابٹسن صاحب بھی رہے جو پچھلے دنوں پنجاب کی مردم شماری کے کمشنر اور قائم مقام ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن بھی تھے۔ اور اب میجر میسی صاحب ہیں جو امرتسر اور جالندھر کے ایک مدت ڈپٹی کمشنر رہ چکے ہیں۔ اور چمبہ میں برنی صاحب بھی رہ چکے ہیں جو اِن دنوں پنجاب چیف کورٹ کے جج ہیں اور کرنل مارشل صاحب بھی رہے جو آپ دولتِ آصفیہ حیدرآباد دکھن میں مشیرِ حضور نظام ہیں۔

(۶) ریاست بہاولپور کا انتظام نواب صاحب حال کی نابالغی

[illegible] صاحب کے انتقال کے بعد جب کہ ریجنسی کونسل سے کام
نہ چلا بلکہ اُنکے باہمی نفاق اور حسد اور بدانتظامی اور نیز اُن کے
[illegible] وغیرہ سے جو ہندوستانیوں کے لازم ملزوم ہیں
[illegible] بگڑ گئی، تو صاحب ممدوح کے سپرد ہوا - اُس وقت ریاست
کی آمدنی کا کچھ ہی ٹھیک پتہ نہ تھا - اگر تھا تو یہ کہ چودہ لاکھ روپیہ
سے بھی کم - صاحب موصوف نے بیس لاکھ تک کر دی - اور
گذرے زمانوں کی نسبت رعایا کو بھی آسودہ کر دیا - آٹھ سو دس
میل نہریں جو تعداد میں چھ الدیں ہیں علمی اصول کے مطابق کھدوائیں
اور اُن سے کام لیا - دو سو انتیس کنوئیں بنوائے اور یہ کہ پختہ -
جہاں نہر نہ پہنچ سکتی تھی واں کنوؤں سے کام لیا - جرائم
میں کمی ہو گئی - ورنہ ریاست سے جو برسوں سے ابتری اور فتور
تھا اور متواتر غدر ہو ہو جاتے تھے ممکن نہ تھا کہ یہ ویرانی
دور ہو - محاصل وصول نہیں ہو سکتا تھا - صاحب ممدوح نے
پختہ سڑکوں اور پلوں اور عمارتوں سے جو مفید عام اور
خاص ریاست اور رئیس ہیں ریاست کو آباد کر دیا - پانچ لاکھ
بیگہ اراضی جو بنجر تھی مزروعہ اور آباد کی گئی - ڈیڑہ سو میل تک
ریلوے کی سڑک ریاست میں بنائی ہوئی ہے -

کرنل گرے صاحب بالقابہ نے نہیں چاہا کہ محاصل بچا کر جمع کریں
گویا رئیس کے لئے تو بیکار خزانہ ملیا رہے جو محض فضول خرچی یا
عیش ذاتی کی ترغیب دے۔ اور بیکس کس مپرس رعایا کو
ہاتھ اور آنکھیں باندھ کر کھاری سمندر میں ڈلوا دیا جائے۔ صاحب
ممدوح نے بہاولپور کے ساتھ ایک ایسا سلوک کیا جو ایک دانا
اور دور اندیش سرپرست اپنے نابالغ کے ملک میں انتظام
کرتا ہے۔ اخراجات (وہ بھی ضروری بلکہ اشد ضروری) ریاست
سے جو روپیہ بچا اُسے ایسے کاموں میں لگایا جن کا تذکرہ ابھی
ابھی ہو چکا ہے جو ریاست کے حق میں کئی پشت تک اکسیر
کی مانند کام دے۔ بہاولپور کی درہمی برہمی مشہور ہے۔ اور یہ
جدال اور قتال ریاست کا ایک مشغلہ تھا۔ اب ہم جموں اور کشمیر
کے مہاراجہ صاحب سے پوچھتے ہیں۔ کہ ہماری عالیجاہ انگریزی
گورنمنٹ کا **تعلق** (جو بفضل خدا تیس کروڑ آدمیوں پر حکومت
کرتی ہے یا یوں کہیں کہ سطح زمین کا ساتواں حصہ اُسکے
قبضہ اقتدار میں ہے اور یہ سلطنت ہند تو اُسکا صرف آٹھواں
حصہ ہے) ریاست **بہاولپور** سے نقصان کا باعث ہوا
یا فائدہ کا؟-

ہمیشہ مدد ریاستوں کے ساتھ انگلش گورنمنٹ ایک دردمند
بزرگ کی مانند جو اپنے فرزند کے ساتھ تپاک رکھتا ہے سلوک
نہیں کرتی؟ ہمارا یہ فقرہ اس زمانہ کے نامہ نگاروں سے
متعلق سمجھنا چاہئے - ہم مہاراجہ صاحب جموں و کشمیر
کی طرف خطاب کر کے التماس کرتے ہیں کہ آپ کس پر بھولے
ہیں - انسان کی عمر خواہ کوئی کیوں نہ ہو ہمیشہ خوشی اور خرمی
سے نہیں گزرتی - اور یہی ایک ایسا امر ہے کہ انسان کو گویا خوش نصیب
کہنا چاہئے - کیونکہ اگر ایسا نہ ہو تو وہ آرام اور غفلت میں بسر
کرتے جفاکشی اور دور بینی کا مادہ ہی اپنے میں سے بشرطیکہ
قدرت نے اسکو دیا ہوا ہو کھو بیٹھے گا - جیسے کہ آپ نے پنجاب دی ولو
سے ابھی سنا ہے کہ محمد واجد علی شاہ سابق بادشاہ اودھ اور مہاراجہ
ملہار راؤ رئیس بڑودہ اپنے ہی اس قسم کے کرداروں سے بے تاج
و تخت اور بے ملک ہوئے - غرض کہ ریاست بہاولپور کی طرف
خاص توجہ اور کرنل گرے صاحب بالقابہ جیسے نیک نہاد اور قابل
افسر کی تقرری ایک اور بنیاد پر بھی ہوئی - وہ یہ کہ جنت آرامگاہ
جنرل سر ہربرٹ اڈورڈز تھے سی بی - کے سی ایس آئی سابق
ایجنٹ گورنر جنرل ریاست ہائے اں روئے ستلج ریٹیالہ نابھہ جیند
[redacted]

مالیرکوٹلہ وغیرہ وغیرہ) اور کمشنر اور سپرنٹنڈنٹ ضلاعِ انبالہ ڈونلڈ سن
نے اپنی مشہور کتاب خدمتِ یک سالہ بر سرحدِ پنجاب میں ریاست
بہاولپور کی **وفاداری** کا حال لکھا ہے۔ جو ریاستِ مذکورہ سے
۱۸۴۹ء میں بمقامِ ملتان ظہور میں آیا تھا جب کہ جنرل صاحب
موصوف دیوان مولراج خلفِ دیوان ساون مل صوبہ دار مہاراجہ
رنجیت سنگھ کی بغاوت کو روک رہے تھے۔ چوں کہ وفاداری
میں ایک ایسی نیچرل اٹریکشن ہے کہ جس کے ساتھ کوئی جائے فوراً
ہی اُسکو کھینچتی ہے۔ اِس لئے اُس نے جنرل صاحب ممدوح پر اپنا
اثر جو ہی جادو ہے اَور کوئی شئے نہیں کیا۔ اور اُس اثر سے
ہماری گورنمنٹ بھی فریفتہ ہوگئی۔ ذرا شبہ نہیں کہ ہماری گورنمنٹ
وفاداری پر لٹو بلکہ سچی عاشق ہے پھر ریاستِ بہاولپور کو وہ
کیوں مصیبتوں سے نہ بچائے۔

(۳) ریاست **کپورتھلہ** کا انتظام راجہ کھڑک سنگھ انگلش گورنمنٹ
کے ہم زمانے ہوئے دوست راجہ رندھیر سنگھ آہلووالیہ کے بیٹے)
کی سخت بیماری کی وجہ سے اَور طور پر کرنا پڑا۔ پہلے دیسی ممبروں
سے ایک کونسل مقرر ہوکر اُنکے سپرد ہوا۔ لیکن اُنکی باہمی معمول
مخالفت کی وجہ سے جو بدنصیب ہندوستانیوں کا ایک خاصہ

[illegible] انگریزی ریزیڈنٹوں کی زیر نگرانی (جن کا نام بھی [illegible] ہیں) رہا کیا۔ ہم اِس ریاست کے متعلق ریزیڈنسی کے عہدہ کا دہ سالہ جمع خرچ کا حساب بتاتے ہیں اور [illegible]ء سے ابتدا سمجھتے ہیں۔ یاد رہے کہ اِس ریزیڈنٹ کو سپرنٹنڈنٹ بھی کہتے ہیں۔

جب ریاستِ مذکور کا چارج انگریزی ریزیڈنٹ کو ملا تو اُس کی آمدنی سات لاکھ روپیہ تھی۔ البتہ چار لاکھ روپیہ آمدنی اُس حصۂ مُلک کی بھی تھی جو کپورتھلہ کے متعلق رہا یوں کہنا چاہئے کہ وہ علاقہ جو راجہ رندھیر سنگھ کو غدر کے ایام کی وفاداری کے عوض ملا تھا) صوبۂ اودھ میں واقع ہے۔ اب اُسکی آمدنی اُنتیس لاکھ روپیہ سے تئیس لاکھ تک ہے۔ جرائم بھی کم ہوتے ہیں۔ ہر سال قریباً دو لاکھ روپیہ **مفیدِ عام** عمارتوں (ریل اور سڑک وغیرہ) پر صرف ہوتا ہے۔ اور یہ کہ رعایا سابق کی نسبت خوش حال ہی ہے۔ ساٹھ لاکھ ایکڑ بنجر زمین کا مزروعہ کیا گیا ہے۔ باوجود اِن خرچوں کے بارہ لاکھ روپیہ آگرہ بینک کی ڈپازٹ میں ہے۔

[illegible]ء سے اب تک کا حال ہم بوجوہات عمداً چھوڑتے ہیں تاکہ

ہم کو ہر ریاست کی ذات پر نکتہ چینی نہ کرنی پڑے۔ ہم اِس ریاست کے پانچ پشتوں سے قانون گو ہیں۔ اور یہہ کہ کئی پشتوں سے نمک خوار بھی ہیں۔ اور ۱۸۷۵ء میں جو سر ھنری ڈیورنڈ صاحب کے سی ایس آئی کا دور لفٹنٹ گورنری تھا ہم اپنے اخبارِ وکیلِ ھند میں اِس ریاست کے بڑے بڑے معاملات کے بارہ میں دفتر کے دفتر لکھہ چکے ہیں۔ اِس وقت ہم انسب نہیں سمجھتے کہ پرانے مُردے اُکھاڑیں۔ البتہ اِس رسالہ میں کبھی آئندہ اِس ریاست کی تاریخ لکھنے کے موقع پر کئی ایک دلپذیر اور دلچسپ پوائینٹ لکھیں گے۔ اِس وقت یاں اُن اُمور کے یاد دلانے کا مُوجب موقع نہیں۔

(۳) ریاستِ چمبہ ایک چھوٹی سی پہاڑی ریاست ہے جسکی آبادی کوئی سوالا کہہ ہے۔ اِس ریاست کو انگریزی رزیڈنٹ کے متعلق کردینے سے بھی راجہ صاحب (راجہ شام سنگھ) کی نابالغی کی وجہ ہے۔ یہہ ریاست بھی وقتاً فوقتاً کئی ایک مُتدیّن اور قابل خصوصاً اعلیٰ افسروں کی زیر نگرانی رہی جن کے نام ہم اوپر یاد دلا آئے ہیں۔

ہم اِس ریاست کا حساب کتاب بہی دہ سالہ پیش کریں گے۔

میں متفرق و غیر ضروری اخراجات کم کئے گئے۔ ریاست
دو اور تین لاکھ کے مابین جو مقروض تھی سبکدوش ہوئی
یک نیم لاکھ روپیہ آمدنی سابقہ کی بجائے (جو وہ بھی برائے نام تھی)
دو لاکھ تینتیس ہزار تک پہنچائی گئی۔ رعیت بھی مرفہ الحال
ہوئی۔ ستر ہزار روپیہ اوسط فی سال خرچ عمارت مفید عام
کے حساب سے سات لاکھ روپیہ صرف ہوا۔ پہاڑی پلوں اور
پہاڑی ہی سڑکوں کی طیاری میں ایسی دقتیں ہیں کہ میدان میں
انکا خیال تک بھی نہیں گزرتا۔ ریاست کو ان عمارتوں کی ایسی
ضرورت تھی کہ اگر یہہ نہ ہوتیں تو ایک واہیات پتھروں کا ملک
جو تھا تو ویسے کا ویسا ہی رہتا۔ اب چمنستان ہو جانے کے علاوہ
آمدنی کی ترقی انہیں عمارتوں اور سڑکوں کی وجہ سے ہر سال
ہو رہی ہے۔ راجہ شام سنگھ کی نابالغی کے ایام آئندہ کے
لیئے اُن کے اور اُنکی اولاد اور اُنکی رعایا کے واسطے محض یوروپین
ریذیڈنٹوں کی بدولت معراج کے دن ہو گئے۔

اِس ریاست کے اور حالات بھی (جو جموں اور کشمیر کی ریاست
کی ہمسائہ ماجائی ریاست ہے) لکھے جانے کے قابل ہیں۔ الّا
طول کلامی کا اندیشہ قلم کی روانی کو سچے واقعات کے لکھنے سے

بھی روکتا ہے۔

اب ہم تیسرے ضمن کو بھی جو نہایت مفصّل اور مُشرح لکھا گیا ہے یہاں تمام کرتے ہیں۔ کیونکہ ہنوز ہماری منزلِ مقصود بہت دُور ہے۔ عہدنامہ جس کو ہم نے پیش کیا ہے لاریب وُہ جمّوں اور کشمیر میں ریذیڈنٹ کے تقرر کی اجازت نہیں دیتا۔ مگر وُہ ممانعت بھی نہیں کرتا۔ ہاں اِن دنوں ریاست مذکور کے حالات ایسے نازک ہیں کہ بہاولپور کپورتھلہ اور جیند سے بھی حدّ سے زیادہ بڑھے ہوئے ہیں۔ اِن تینوں ریاستوں کے تو داخلی حالات سمبھالنے کے لائق تھے۔ جمّوں اور کشمیر کے تو دونوں داخلی اور خارجی حالات بڑے بھاری انتظام کے قابل ہیں۔ جنکو ہم ذیل میں **چوتھے ضمن** کے تحت کُھلم کُھلا بیان کرتے ہیں۔

رابعاً انڈیا کے سابق گورنر جنرل لارڈ آکلنڈ تو سنہ ۱۸۳۶ء میں تھے اُن سے بھی پہلے اِنگلش نیشن کے ارسطو جاہ مُدبروں کے خیالات یہہ تھے کہ رُوس کی حملہ آوری کے لئے ہندوستان کے **تین دروازے** ہیں۔ بڑی

(پہلا) قندھار ہو کر — بڑی تجربہ کاریوں کے بعد ثابت

(دوسرا) کابل افغانستان — ہوا ہے کہ یہہ بات بالکل سچ ہے

(تیسرا) کشمیر — کیوں کہ کشمیر کا دروازہ ہمارے مہاراجہ

صاحب جمّوں اور کشمیر کے سپرد ہے اور قندھار کے دروازہ کی ہماری گورنمنٹ

[illegible] ہی ہے۔ اور کابل کے دروازہ کے نگہبان امیر عبدالرحمن خان ہیں

یہی وجہ ہے کہ قندہار کے قرب و جوار میں یعنے کوئٹہ سے لیکر پنجاب اور بمبئی اور کلکتہ کو ریلوے کے ذریعہ سے ملا دیا ہے۔ جس میں کروڑہا روپیہ کے صرف کی نوبت آ چکی ہے اور ہنوز کروڑہا روپیہ کے خرچ کی نوبت باقی ہے۔ کابل کے دروازہ کی نگہبانی کی بابت پہلے پہل امیر دوست محمد خان انکار کر چکے تھے۔ اور پھر امیر شیر علی خاں نے انکار کیا۔ امیر دوست محمد خاں کے انکار کا تو یہہ بندوبست کیا گیا۔ کہ اپریل ۱۸۵۵ء میں وہاں کے کمشنر اور سپرنٹنڈنٹ جنرل سرھربرٹ اڈورڈ زجنت آرامگاہ کی خداداد لیاقت کی وجہ سے امیر غلام حیدر خان نے کابل کے دروازہ کی نگہبانی کو ذمہ لیا۔ یہاں تک کہ اس قابل افسر نے امیر صاحب کو خاص پشاور میں بلوا کر سر جان لارنس سے جو اس عہد میں پنجاب کے چیف کمشنر تھے ملاقات بھی کروا دی۔

امیر شیر علیخاں کے انکار پر گو ہماری گورنمنٹ کا کروڑہا روپیہ صرف ہوا اور ہزارہا جانیں بھی ضائع گئیں۔ مگر اُن کے انکار کی سزا اُن کو خوب دی گئی۔ امیر عبدالرحمن خان نے جب کابل کے دروازہ کی نگہبانی قبول کی تو یہہ ہی **قیصرِ ہند** کی گورنمنٹ نے انکو امیر تسلیم کر لیا۔ ورنہ امیر صاحب

مہاراجہ دلیپ سنگھ خلف مہاراجہ رنجیت سنگھ والی سابق پنجاب کی طرح ایک پنشن خوار تھے - صرف فرق یہہ تہا کہ مہاراجہ دلیپ سنگھ ہماری سرکار عالی وقار کے پنشن خوار ہیں اور امیر عبدالرحمٰن خاں روس کے پنشن خوار تھے - البتہ یہہ امر ہم مانتے ہیں ہرگز انکار نہیں کرسکتے کیونکہ پنجابی ویو خود اُن دنوں وہیں تہا بلکہ فارن ڈیپارٹمنٹ متعلق پنجاب متعینہ پشاور میں منسلک تہا - کہ امیر غلام حیدر خان کو ہماری گورنمنٹ نے روپیہ سے بڑی مدد دی - ہمارے پرانے شفیق اور خواجہ تاش ضلع پشاور کے ناظر مرزا محمد ابراہیم ہر مہینے ایک لاکہہ روپیہ کابل میں پہنچایا کرتے تہے - پہر یہہ اتحاد یہاں تک بڑہا کہ میجر لمسڈن رسالہ اور پلٹن گائڈ کے بہادر کمانیر اپنے سٹاف کے ساتھ ۱۸۵۶ء میں کابل میں جاکر رہے - یہہ اس لئے کہ فوج کابل کو انگریزی فوجی قواعد سکہائیں - اور یہہ کہ صاحب موصوف بہت عرصہ تک وہیں رہے اور جس خدمت پر مامور تہے بڑی خوبی اور جرأت کے ساتھ نبہاتے رہے -

کچھ دن اسی قسم کا سلوک خود امیر شیر علیخان سے بھی ہوا کیا - یہی وجہ تہی کہ وہ لارڈ میو مرحوم گورنر جنرل اور ویسرائے انڈیا کے عہد میں نہ صرف امیر غلام حیدر خان کی مانند پشاور تک ہی آئے - بلکہ انبالہ تک پہنچے - اور پہر امیر عبدالرحمٰن خان بہی اس امداد سے خالی نہیں رہے - کم سے کم ایک کروڑ روپیہ انکو پہنچ چکا ہے - اگلے امیر صاحبان کو تو سامان جنگ

پرانے طرز کا [illegible] گیا تھا انکو مارٹینی ہنری بندوقیں فوراً پہنچائی گئیں - اور [illegible] جب جون وہ انگلش گورنمنٹ کے ساتھ یکجہتی نہ برتے رہا یکجہتی [illegible] نہیں سکے ہیں سے بھی زیادہ دولت اور سامانِ حرب حاصل کرینگے - وہ اپنے بزرگوں سے اِس خاص امر میں سبقت لیجائیں گے -

کوئی بھی شبہ نہیں کہ کشمیر کے دروازہ کی جہاں تک عمدہ سے عمدہ ڈھنگ پہ ہو سکے مضبوطی کرنی چاہئیے - عمدہ سے عمدہ ڈھنگ پر مضبوطی کی خاص خاص وجہ یہہ ہے کہ رُوس برابر سنٹرل ایشیا میں بڑھتا ہوا چلا آتا ہے - اور اِس راستہ میں ترکمان لوگوں کی آسمان کے ستاروں کی مانند ان گنت قوم روک تھام کرنے والی تھی - مگر اسکو روس نے بزورِ شمشیر اپنا مطیع اور منقاد بنالیا ہے - اور کچھہ اہلِ اسلام ازبک وغیرہ کی چھوٹی بڑی سلطنتیں حائل تھیں انکو بھی یا تو فتح کر لیا ہے جیسے خیوا وغیرہ یا اپنے پنجے میں لے لیا ہے جیسا کہ بخارا وغیرہ ہے - ریاست جموں اور کشمیر پنجاب بھر کی تمام ریاستوں سے اوّل نمبر ہے - نہ صرف یوں ہی اعزاز کے خیال سے اوّل نمبر ہے بلکہ اپنی حیثیت اور طاقت میں بھی اوّل نمبر ہے - چنانچہ سولہ لاکھ کے قریب اسکی آبادی ہے اور **ایک کروڑ** کے قریب آمدنی اور یہہ کہ اٹھائیس ہزار فوج ہے - یہہ تینوں تعدادیں اس لئے درست ہیں کہ پنجاب گورنمنٹ کی ایڈمنسٹریشن رپورٹ سے لی گئی ہیں -

ہم اِس بات کو پوشیدہ نہیں رکھ سکتے کہ مہاراجہ جموں اور کشمیر کی فوج دو رگیولر ہے کوئی آئین کی فوج نہیں - یا یوں کہیں کہ ہماری اِنگلش فوج کی ایک رجمنٹ جو کام دیگی مہاراجہ صاحب کی دس رجمنٹوں سے وُہ کام نہ ہو سکیگا - کابل کی فوج بھی اِسی قسم کی ہے - مگر فرق یہہ ہے کہ کابل کی فوج انگریزی فوج سے کم اور ریاستِ مذکور کی فوج سے بہت زیادہ جری ہے اور یہہ کہ جو سامان ہماری گورنمنٹ ہی کا دیا ہوا کابل کی فوج کے پاس ہے وُہ مہاراجہ صاحب کی فوج کے پاس نہیں - ہم بڑے زور سے کہتے ہیں کہ اگر ہماری گورنمنٹ وُہی رعایتیں جو روپیہ اور سامانِ حرب سے کابل کے دروازہ کے ساتھہ مرعی رکھتی ہے کشمیر کے دروازہ کے ساتھہ بھی رکھے تو کسی قدر اطمینان ہو سکتا ہے اور اگر میجر لمسڈن صاحب کی طرح سے مہاراجہ کی فوج کو بھی انگریزی افسر قواعد سکھائیں - تو اِس پہلی صورت سے بہی زیادہ تسلی ممکن ہے - دربارِ جموّں کشمیر جب رزیڈنٹ کے تقرر سے ہی پس وپیش میں تھا تو وُہ واں انگریزی فوجی افسروں کا رہنا کب گوارا کریگا - اب یہہ ایک ایسی مُشکل بات ہے کہ جسکا فیصلہ جلد نہیں ہو سکتا - مہاراجہ صاحب کو دُور اندیشی کے ساتھہ سوچنا چاہئے - اور جب تک کہ حضورِ ممدوح بہ خوبی تمام ہندوستان کا دَورہ نہ کرلیں تب تک اُنکو مہلت دینی مناسب ہے - اِس وسیع مہلت میں جناب مہاراجہ صاحب کو اچھی تجربہ کاری حاصل ہو جائیگی -

[illegible] حضور موصوف سے جلد فیصلہ نہ ہو سکیگا -
ایک اور امر بھی ہے جو بحث کے قابل ہے - جس پر بڑے بڑے پالیٹکس لوگوں کی نظریں پڑی ہوئی ہیں - اور وہ امر یہہ ہے کہ کشمیر کی حد پر انگریزی فوج کا کیمپ رہے تو کیا رائے ہے - ریاست جموں کشمیر کے ہوش یہہ بات سنتے کے ساتھہ ہی ایک بار - تو پراگندہ ہو جائیں گے - اگر ذرا سوچ سمجھہ کر معقول طور پر کچھہ کہیں تو بہتر ہے - پہلے ہی برافروختہ نہ ہو جائیں - یہہ ایک تدبیر ہے جس پر گہری نگاہ سے فکر کرنا مناسب ہے کہ یہہ امر کس کس کے حق میں مضر اور کس کس کے حق میں مفید ہے - یا یہہ کہ دونوں کے حق میں مفید ہے یا دونوں کے حق میں مضر -

تجربہ کہتا ہے کہ کابل کی حالت کچھہ ایسی ہے کہ وہاں گو انگریزی فوج کے کیمپ کی ضرورت ہی کیوں نہ ہو - مگر وہاں یہہ تدبیر نہیں ہو سکتی - کشمیر کی حالت وہ نہیں جو کابل کی ہے - اگر ہماری گورنمنٹ ریاست جموں کشمیر کے ساتھہ وہی - طمانیت مرعی رکھے - جو ان دنوں امیر عبدالرحمن خان کے ساتھہ (جو پچھلے دنوں راولپنڈی میں آکر ہمارے ویسرائے اور گورنر جنرل لارڈ ڈفرن صاحب بالقابہ سے ملاقی ہو گئے ہیں) رکھی جاتی ہیں - اس سے نتیجہ یہہ نکلتا ہے کہ اُسی قدر خرچ میں انگریزی فوج وہاں رہ سکتی ہے - اس میں ذرا بھی کلام نہیں کہ جموں کشمیر کے ساتھہ امیر کابل

خصوصاً امیر عبدالرحمٰن خان کی سی رعائتیں کرکے بھی وُہ مقصود حاصل نہ ہوگا جو خاص انگریزی فوج سے نکلیگا - یہہ صِرف سوءِ ظنّی ہے کہ مہاراجہ صاحب کے حق میں فوجِ انگریزی کا واں رہنا کسی طرح کے نقصان کا باعث ہے - گوالیار میں انگریزی فوج سے مہاراجہ صاحب گوالیار کو کب نقصان پہنچا اور یہہ کہ کیا پہنچا - گوالیار کو جانے دو کیونکہ اب واں فوجِ انگریزی نہیں - حیدرآباد دکھن میں انگریزی فوج کا کمپ ہے واں **بادشاہِ دکھن** کو کب نقصان پہنچا - اور کیا پہنچا - انگریزی فوج عام اِس سے کہ دیسی ہو یا یوروپین مقدور کیا ہے کہ کسی کو دُکھہ پہنچائے - البتہ جنگ کے میدان میں اُن کی جراٰت اور جفاکشی داد کے قابل ہوتی ہے - اور یوں وُہ ناممکن ہے کہ کسی کو ذرا بھی چیٹری دُکھہ دینا تو دُوسری بات ہے -

ہم اِس **چوتھے ضمن** کو بھی ایک ہی آدھی بات کہہ کر تمام کئے دیتے ہیں - کیونکہ ہم کو پانچویں ضمن کی مُشکل گھاٹی بھی نظر آرہی ہے - رزیڈنٹ کی تقرّری کی وجہ میں یہہ امر ہم کو کمزور بلکہ بہت کمزور معلوم ہوتا ہے کہ جموں کشمیر کے داخلی اور خارجی معاملات کی خرابی کے سبب سے واں رزیڈنٹ کے مقرر کرنے کی ضرورت ہے - اگرچہ یہہ بات ہی سچ اور بالکل سچ ہے جس میں سرِ مو بھی فرق نہیں - اور یہہ کہ جیسا ہم اِس پوائینٹ کو جانتے ہیں کوئی اَور ہم سے زیادہ نہ جانتا ہوگا - مگر رزیڈنٹ کے متعین کرنے

---

* **فٹ نوٹ** مئو کے کمپ سے ریاستِ اندور سیہور کی چھاونی سے ریاستِ بھوپال کو کیا ضرر پہنچا ہے

[illegible] ہے کہ کشمیر روس کی حملہ آوری کے لئے ہندوستان
کا تیسرا دروازہ ہے۔ اور اس دروازہ کے استحکام کی تدابیر
بہت [illegible] ہیں۔ اور اس کی ذمہ داری پنجاب کے لفٹنٹ گورنر کی ہے
اور پھر اُن کے ذریعہ سے ویسرائے اور گورنر جنرل کی۔ پس کشمیر کا رزیڈنٹ
لفٹنٹ گورنر کا ایک اسسٹنٹ ہے جس کی سپیشل ڈیوٹی ہی یہ ہے کہ تدابیر
مذکورہ میں خوب ہی غور اور خوض کرے اور بہم پیش کرے۔ اور اپنی تدابیر
کے دلائل واضح طور پر دکھائے۔ کوئی رزیڈنٹ اس امر سے عہدہ برائی
نہیں کر سکتا جب تک کہ برسوں تک اُس مُلک میں نہ رہے۔ کوئی نہیں کہہ
سکتا کہ انگریزی فوج کے کیمپ کے قائم کرنے میں ہنوز دیر ہے یا کہ جلد کیونکہ
یہ امر بہت سے حالات پر منحصر ہے۔ ہاں البتہ اس سے کشمیر کی رعایا جو دُنیا
میں گویا بے خدا ہے آسودہ ہو جائیگی جو درحقیقت ہمارے حضور مہاراجہ صاحب
والئی جموں و کشمیر کی رعایا ہے۔ دربار جموں کشمیر ایک ایسا دربار ہے کہ
جہاں چھانٹ چھانٹ کر متعصب لوگ بھرتی کئے جاتے ہیں۔ ایک بھی اُن
میں ایسا نہیں کہ دونوں گورنمنٹوں (جموں کشمیر اور انگریزی) میں یکجہتی اور
اتحاد کرا دینے کا بیڑا اُٹھائے۔ بلکہ اگر کوئی متعصب نہ بھی ہو تو بھی گویا واں کی
آب و ہوا سے درباری متعصب ہو جاتا ہے۔ **غرض** کہ ہماری ریاست
جموں کشمیر کی حالت بہت ہی اصلاح کے قابل ہے۔ خاص کر کے واں کی

[redacted]الات جو ہر طرح کے انتظاموں کا سرچشمہ ہے بہت ہی توجہ کے لائق ہے۔

اب ہم اس بحث کو زیادہ نہیں چھیڑتے۔ پھر سہی پھر سہی۔ وقت باقی صحبت باقی۔ اب ہم **پانچویں ضمن** میں حد سے زیادہ مگر نہایت مختصر طور پہ غور کریں گے کہ آیا جموں اور کشمیر کی بابت ہماری **اصلاح** بھی کچھ چیز ہے اور یہ کہ اس سے بھی کچھ کام نکل سکتا ہے اگر نکل سکتا ہے تو کیا اور کیسے۔

خامساً ناظرین کو یاد ہوگا کہ ہم **تیسرے ضمن** کی تقسیم اول میں اس امر کو بہ خوبی ثابت کر آئے ہیں۔ کہ انڈیپنڈنٹ بلکہ ہند بھر کی عالیجاہ بتیس ریاستیں جن میں سے دو تو بجائے خود بادشاہتیں ہیں۔ رزیڈنٹ یا ایجنٹ سے خالی نہیں۔ اور اسی ضمن کی تقسیم دوم حرفِ الف اور ب میں اس بات کو بھی پایۂ اثبات پر پہنچا آئے ہیں کہ وہ ریاستیں جو تغیر اور تبدل پذیر ہوئیں وہ اپنے ہی برے درجہ کے مذموم چلنوں سے ہوئیں۔ رزیڈنٹوں کی رپورٹوں یا شکائتوں کی بنا پر نہیں ہوئیں۔ اور اسی ضمن کی تقسیم سوم شق ۱ و ۲ و ۳ میں جیسا کہ چاہئے ثابت کر چکے ہیں کہ انگریزی رزیڈنٹوں کی بدولت ریاستیں گردابِ تنزل سے بچ رہیں۔ پھر **چوتھے ضمن** کے آٹھویں پیرے گراف میں اس پوائنٹ پر بھی گفتگو کر آئے ہیں۔ کہ انگریزی فوج کے کیمپوں سے ریاستوں کو بیسیوں برسوں میں ایک

دن کشمیر میں نہیں پہنچی۔

(۱) کشمیر میں اگر ہمارے حضور مہاراجہ صاحب فرماں روائے ریاست جموں اور کشمیر کو رزیڈنٹ کے تقرر اور کشمیر میں جو روس کی حملہ آوری کے لئے ہندوستان کا تیسرا پھاٹک ہے کسی طرح کا ہراس ہو۔ تو ہم اپنے حضور مہاراجہ صاحب بہادر دام اقبالہم کو مندرجۂ ذیل تدبیریں بتاتے ہیں جن سے زیادہ کارگر اور مؤثر تدبیریں فی الحال بلکہ ناممکن ہے کہ اور ہوں۔

(۲) مگر پہلے ہم ان تدبیروں کی اشد ضرورت بیان کر لیں۔
اب اگر سننے والے کان ہیں تو سنئے۔ ہم نے بدنصیب سیاہ بخت کشمیر اور کشمیریوں کے داخلی حال کے بیان کرنے میں ایک حرف بھی نہیں کہا۔ اور نہ اب اُسکے بیان کی مصلحت دیکھتے ہیں۔ البتہ دوسرے اور نیز تیسرے ضمیمہ میں بیان کرینگے ہائے افسوس چند لقمہ خور اردو اخباروں کے سوائے کشمیریوں کی حالت کو جو واں کی مقہور مظلوم کس مپرس رعایا ہے کون نہیں کہہ سکتا کہ وہ گویا اس دنیا میں بے خدا ہیں۔ یہہ مانا کہ انگریزی اخباروں والے بہت زیادتیاں بھی کرتے ہیں۔ اور یہہ بھی کہ واں کا حال بیان کرنے میں بے پر اُڑاتے ہیں کا مقولہ

صادق اور چسپاں ہے۔

(۳) پھر بھی اُن زیادتیوں سے اگر قطع نظر کر کے بھی دیکھا جائے تو پھر بھی کشمیر کی حالت افریقہ کے وحشیوں کی حالت سے ذرا بھی کم نہیں۔ اور اگر اور بھی سچ پوچھا چاہتے ہیں۔ تو اِن بدنصیب مغتوحوں گویا ازلی سیاہ بختوں پر تو نہ آج سے بلکہ ہمیشہ ہی سے آفت رہی۔ اور ہر ایک جابر اور ظلم اور ستم کا نشانہ والی قوموں کی شکارگاہ بنا رہا۔ ہندو راجاؤں کی بربادی کے بعد مسلمانوں نے اِنکا وہ حال کیا کہ کسی مُلک اور کسی قوم کی تاریخ میں اُس حال کا پتہ تک نہیں ملتا۔ اگر چغتے آئے تو نہ صرف بادشاہوں اور امیروں کے لئے واں کے باشندے لونڈی اور غلام بنائے گئے۔ بلکہ بادشاہوں اور امیروں کے عہدہ داروں تک کے واسطے واں کے رہنے والے لونڈی اور غلام بنائے گئے۔ جب چغتوں کا دَور خدا خدا کر کے ختم ہوا تو اُن سے بھی زیادہ تُندمزاج اور خودسر حکمرانوں یعنے سکّھ و ڈوگروں اور پھر بارکزئیوں کا منحوس عہد آیا۔ اِنہوں نے تو کشمیریوں کو لونڈی غلام بنانے میں حدّ ہی کر دی۔ گویا یہہ قوم اِسی کام کے لئے دُنیا میں آئی تھی۔ مگر خدا کو حمد اور ستائش ہو کہ اِنکا

نسبت بہی جلد رفع اور دفع ہوا۔ مگر اِن بیچاروں کے شوقی
عمال نے سکھہ گورنمنٹ کی صورت پکڑ لی جو خصلت اور عادات
میں ان بگڑیوں سے کسی پہلو سے بہی کم نہ تہے۔ مگر جو نئی اور
نرالی صورت کی آفت اب ہے اُسکی نسبت یہہ کہنا قریباً الہام
ہو چکی غالب بلائیں اب تمام سے کہنا ہے۔ یہاں
ایک مرگِ ناگہانی اور ہے۔ تک کہ اگر صرف اسی
ایک پوائنٹ پر مطالبہ ہو تو ریاست جموں کشمیر اور اُسکے
عمال جناب مہاراجہ صاحب بہادر دام حشمتہم کا ذرا بہی پتہ نہ
لگے۔

اب ہم چھ تدابیر مندرجۂ ذیل پیش کرنے کی اجازت چاہتے
ہیں (اگر جان بخشی ہو)۔ اور یہہ کہ ہر ایک تدبیر کے ساتھہ دلائل اور وجوہات
بہی لکہیں گے۔ اور اگر کسی تدبیر کا اثبات اسی ضمیمہ میں کر چکے ہیں تو اُسکا
حوالہ دینگے۔ مگر یہہ یاد رہے کہ چھہ تدبیروں میں سے تین کا بیان تو اِس
بخوبی ضمن میں کرینگے۔ اور باقی تینوں کا بیان اِسی پہلے ضمیمہ کے
چھٹے ضمن میں کرینگے۔

پہلی تدبیر فی الحقیقت جموں ایک علیحدہ ریاست ہے۔ اور کشمیر
ں کو مختلف قوموں کا شکارگاہ کہنا حق بجانب ہے) ایک الگ صوبہ ہے

مگر یہ دونوں ہی دونوں لازم ملزوم سمجھے جاتے ہیں۔ اب ہم پہلی تین تدبیریں جموں کی نسبت لکھتے ہیں۔ اور پچھلی تین تدبیریں کشمیر کے بارہ میں ہونگی۔

اس ریاست (صرف جموں) کے متعلق جس قدر اہلکار پرانے ہیں یک قلم موقوف کر دیئے جائیں۔ برٹش ریزیڈنٹ کشمیر کی معرفت تمام پنجاب کے ضلعوں سے اہلکار منگوائے جائیں۔ ایک ادنیٰ پٹواری کی کیا ہستی ہے وہ بھی کارکردہ اور تجربہ کار منگوایا جائے۔ چہ جائیکہ اور اہلکار۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اہلکاروں کا بڑا حصہ نٹ کھٹ ہے۔ تاہم اُن میں متدین لائق بھی ایسے ہیں کہ جن پر پورا بھروسہ اور اطمینان ہے۔

ہم کیا کہیں جموں کے اہلکاروں کی کچھ خلقت (نیچر) ہی ایسی بگڑی بگڑی ہوئی ہے کہ کوئی تدبیر اور پیش ہی نہیں جا سکتی۔ جب اُنکی عادتیں ہی سکینڈ نیچر (عادتِ ثانی) ہو رہی ہیں۔ تو اُن سے اصلاح کی اُمید رکھنی قانونِ قدرت (نیچرل لا) کے عین برخلاف ہے۔ ہر فرقہ کے مذہبی لوگ جو نرالے ہی ڈھنگ کی دلیلوں سے کام لیا کرتے ہیں امید رکھیں تو رکھیں۔ ورنہ عقل کے بگاڑے ہوئے ہے انسان اگر بہتری کی اُمید رکھے تو اُسکو لاہور کے پاگل خانہ میں رکھنا چاہیئے۔ شائد کہ کچھ عرصہ بعد اس بحث کی فلاسفی (اصلیت) کو سمجھے۔

دوسری تدبیر اس ریاست (صرف جموں) کے متعلق جس قدر اعلیٰ

...مت ہو۔ وہ بھی برٹش ریذیڈنٹ کشمیر کی معرفت باضابطہ کے
...عہدوں ہی سے طلب کئے جائیں۔ اور یہ کہ وہ افسر انگریز ہوں یا
...نوجوان جو کہیں برٹش گورنمنٹ ہی کی فیاضیوں اور
کرم گستریوں کے تصدق سے چار حرف انگریزی زبان کے جان گئے ہیں
...بولا ہی تو ہو جائیں گے۔

یاد رکھو تم اے نوجوانو **پنجاب ریویو** تمہارے اصل
ونسل کو جانتا ہے۔ وہ خوب جانتا ہے کہ تم کس باغ کی مولی ہو۔ تمہارے
بزرگوار برٹش گورنمنٹ کے ہاں دس دس بیس بیس روپیہ ماہواری کے
ملازم تھے۔ اور پھر ترقی پذیر ہو کر اچھے اچھے عہدوں پر پہنچے اور نسبتاً خدا مالدار
بھی بن گئے۔ تم جو اب تحصیلداری اور اکسٹرا اسسٹنٹی کے عہدوں پر ہو۔ یہ
ٹرٹراتے ہو کہ یوں ہے اور دوں ہے۔ بڑے حیف کی بات ہے کہ تم نمکخوار برٹش
گورنمنٹ ہو کر عجب قسم کا حق نمک ادا کرتے ہو۔ ابھی تم کچھ ہو تو ہو۔ تمہارے
بچے آئے برٹش گورنمنٹ کے ہاں نوکریوں کے محتاج ہیں۔ سخت حیرت کا
مقام ہے کہ تم کو **وفاداری** کے معنے کسی ڈکشنری میں نہیں ملے۔

بنگالیوں کی چال سمجھ بوجھ کر بھی چلتے ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوا ہنس کی
چال چلا اپنی بھی بھول گیا۔

اس وقت ہم انگریز افسروں کا نام تک نہ لیں گے۔ جب

آپ لوگوں میں سے مندرجہ حاشیہ لوگوں کی مانند پولیٹیشن لوگ پیدا ہو جائیں گے

(۱) نواب سر سالار جنگ بہادر بالقابہٖ (حال ارمنشین)۔

(۲) سر جنگ بہادر بالقابہٖ نیپال (حال بیگھہ برا جان)۔

(۳) سر ٹی مادھو راؤ بالقابہٖ۔

وغیرہ وغیرہ وغیرہ

ہم اپنے ہی اہل وطن لوگوں کی جو ہمارے گویا ماں جائے بھائی ہیں کیا شکائت کریں۔ جن کو ابھی تک برٹش گورمنٹ سے اپنے حق حقوق مانگنے تک کا شعور نہیں۔ انگریزوں کے بنگلوں پر جا کر ان کو پورن برہم اوتار سمجھ کر حضور اور مہاراج کے الفاظ کے سوائے کوئی اور لفظ استعمال نہیں کرتے۔ اور اپنے گھر میں آکر انکی شکائتیں کر کے اُنکے نمک کا حق ادا کرتے ہیں۔ پھر بھی خدا کا شکر کرو اگر ہمارے امیر عبد الرحمن خان کی رعایا ہو کر کابل افغانستان میں رہتے تو پھر ہم دیکھتے کہ آپ لوگ پھر یہہ باتیں کیسی بناتے۔ باتوں کے گھمگھیر میں جا جا کر باتیں تو بہت بنانی آگئی ہیں۔ الّا انگریز افسروں کا سا رعب داب اور اُن کی سی جرأت اور لیاقت آپ صاحبان میں موجود ہو گئی ہے۔ تو آؤ ہم سب ملکر انگریزوں کو ھندوستان سے باھر نکال دیں یہہ کہاں سے آگئے ھیں جو ھم پر حکومت کرتے ھیں۔

تیسری تدبیر یہہ بات تو آپ صاحبان کو معلوم ہوگی۔ کہ جموں کشمیر

تعلقات

[illegible] مہاراجہ پرتاب سنگھ نے دولت اور ثروت و مرتبہ [illegible]
[illegible] اپنے بڑے بھائی مہاراجہ دھیان سنگھ
[illegible] مہاراجہ دھیان سنگھ ہی والی سابق پنجاب مہاراجہ
رنجیت سنگھ کے وزیرِ اعظم اور دستورِ معظم تھے۔ راجہ موتی سنگھ جو ریاست
پونچھ کے فرمانروا ہیں مہاراجہ دھیان سنگھ کے بیٹے ہیں۔ اِن کی عمر
اب کچھ کم پچاس کو پہنچی ہو گی۔ اُن کی ریاست کے عمدہ انتظام اور ملکی
رفع امحال سے صاف ظاہر ہے کہ وہ بڑے منتظم اور مدبر آدمی ہیں۔ اور اِس
ریاست میں سے جس کی بحث ہو رہی ہے ایک بڑی شاخ ہیں۔

پس اگر یہ موخر الذکر شخص دیوان کُل کئے جائیں تو سب سے عمدہ
بات ہے۔ البتہ اُن کی تقرری وغیرہ ٹھیک اُسی صورت پر ہو جیسی کہ نواب
سالار جنگ بہادر بالقابہ (جنت آرامگاہ) کی دکھن میں تھی۔ کیوں کہ
نوابِ ممدوح الاوصاف کی تقرری گورنمنٹ آف انڈیا کی منظوری سے تھی۔ یا
جیسا کہ سر جنگ بہادر کی تقرری نیپال میں تھی۔ اِس قسم کے عالیجاہ اور
معزز لوگوں کی تقرری اِس قسم کی نہیں ہوا کرتی جیسا کہ ننیمبر ناتھ بنگالی کی
تقرری ریاستِ جموں کشمیر میں تھی۔ کہ جب چاہا خلعت دے دیا اور جب چاہا
ایک دم میں نکال باہر کر دیا۔ راجہ موتی سنگھ خود ایک مُلک کے والی ہیں۔
اور رتبہ میں وقعت میں اعتبار میں مہاراجہ صاحب حال جموں کشمیر سے

کسی طرح سے بھی کم نہیں - بلکہ اگر اور سچ پوچھئے تو مہاراجہ حال جموں کشمیر ہے جو مہاراجہ گلاب سنگھ کے پوتے ہیں اس وجہ سے بڑے ہیں کہ راجہ موتی سنگھ مہاراجہ - وہ دھیان سنگھ مہاراجہ گلاب سنگھ کے بڑے بھائی کے بیٹے ہیں -

ہم تو اس بات کو بہت ہی چھپاتے ہیں مگر ہرگز ہرگز ہمارے چھپانے سے چھپ نہیں سکتی - کہ مہاراجہ پرتاب سنگھ صاحب بہادر دام اقبالہم کو جو ریاست جموں کشمیر کے والی حال ہیں ایک ادنیٰ معاملہ کی بھی سوجھ بوجھ نہیں - یا یوں کہیں تو بھی بالکل سچ ہے کہ ان میں معاملات میں ادراک پیدا کرنے کا مادہ ہی نہیں رکھا گیا - اگر ہم سچ نہیں کہتے تو ذرا صبر کرو بہت جلد دیکھو گے کہ انکے اختیارات کام میں آنے سے ریاست میں کیا کیا گل کھلتے ہیں اور رعایا پر کیا کیا نئی نئی صورت کی آفتیں آتی ہیں - اور کس کس قسم کی خرابیاں اور ابتریاں پھیلتی ہیں - جو جو اہلکار بارسوخ ہیں جن کو اگر کچھ معاملات میں دخل ہے ہم ان سے خوب واقف ہیں کہ وہ کس پایہ کی سوجھ بوجھ رکھتے ہیں - ہم ان پر یہ الزام نہیں لگاتے کہ وہ اپنا گھر بھرنے کے سوا اور کوئی بات نہیں جانتے - پھر بھی ہم کو اس قدر کہنا ہی پڑتا ہے کہ انکو ہرگز ہرگز ریاست کی نسبت فکر نہیں کہ اس پر کن کن آفتوں کا آسمان یکایک ٹوٹنے والا ہے - جن کا علاج ناممکن ہے کہ ان کے

اتنہ میں

...پانچویں ضمن کو بھی طے کر لیتے ہیں اور زیادہ
ہیں جیپڑتے ... قدر اور کہتے ہیں کہ راجہ موتی سنگھ کی عمر نے
علاوہ ... خود ایک معزز اور والیٔ ملک راجہ ہیں بڑی بڑی تجربہ کاریاں
دیکھی اور بھالی ہیں۔ اور دنیا کے بڑے بڑے نشیب و فراز دیکھے ہیں۔ اور
یہ کہ چونکہ انکو اس ریاست سے خاص تعلق ہونے کی وجہ سے ہمدردی
ہے ایسے آدمی دیوانوں یا اوروں کو ناممکن ہے کہ ویسی ہو۔ راجہ موتی سنگھ
... ہیں جن کی اب اس ریاست میں سخت ضرورت ہے۔
جن آدمی دیوان صاحبان شائد اس امر سے متفق نہ ہوں مگر ہماری برٹش
گورنمنٹ سے یہ بات ہرگز ہرگز پوشیدہ نہیں۔ خود مہاراجہ پرتاب سنگھ
یہ بات سوچ لینی چاہئے کہ انکے سارے درباری کس قدر خود غرض
و خود مطلب ہیں۔ مہاراجہ صاحب کے چھوٹے بھائی راجہ رام سنگھ اور
... رام سنگھ کی بات کو باور کر لینا دیوان صاحبان کا کام نہیں۔ کیونکہ
انکی معروضات کو ... ہی ... پر محمول کرینگے۔ پس خود مہاراجہ صاحب کو اس
میں گہری نظر کر لینی چاہئے۔

پھر اب ہم اپنے چھٹے ضمن میں جو اس ضمیمہ کے پہلے نمبر کا گویا خاتمہ
اپنی باقی تمام تدبیروں کا اظہار کرینگے۔ اور ہر ایک تدبیر کو وجوہات کے

[illegible]ہ پیش کریں گے۔

سادساً یہ ضمن اِس رسالہ کے ضمیمہ کے پہلے نمبر کا گویا خاتمہ ہے۔ جس میں ہم باقی تین تدبیریں سوجھانی چاہتے ہیں۔ ہم بڑے ادب سے اپنے بالغ نظر اور غور پسند ناظرین کی عالی خدمات میں التماس کرتے ہیں کہ اِس آخری ضمن کے ملاحظہ سے پہلے مہربانی کر کے ہمارے پہلے اور دوسرے اور تیسرے خصوصاً چوتھے علی الخصوص پانچویں ضمن کو آنکھیں پھاڑ کر دیکھ لیں کہ پنجاب ریویو نے اُن میں نہ توصحیح تواریخ کی کسر چھوڑی ہے اور نہ واقعات کے بیان کرنے میں پہلو تہی کی ہے۔ اور یہ کہ وکیلوں اور بڑ ہانکوں کے ایراد میں اہاتما تھیوڈور پارکر امریکن فلاسفر کے قول کے برخلاف) نتیجہ کی خاطر مقدمہ نہیں گھڑا۔ بلکہ اُنکے قول کے مطابق بنے ہوئے مقدمہ سے بدیہی نتیجہ نکالا ہے۔ آپ صاحبان کو اِس امر کے باور کر لینے میں ذرا بھی تامّل نہ فرمانا چاہئے کہ اِس ضمن میں بھی پنجاب ریویو بیکنھم برا جمان ممدوح الاوصاف امریکن رکھیشر اور برہمن کی رائے کے مطابق ہی عرض کریگا۔

چوتھی تدبیر ہمارے مہاراجہ صاحب بہادر والئی جموں کو فرض اور تسلیم کے طور پر تھوڑی دیر کے لئے بدنصیب کشمیر کو ریاست جموں سے علیحدہ سمجھنا چاہئے۔ اور پھر گورنمنٹ آف انڈیا سے بڑے زور بلکہ ایک طرح کے اصرار کے ساتھ معاً خود درخواست کرنی انسب بلکہ فرض ہے۔ کہ گورنمنٹ

[…] اور انگریزی گورنمنٹ […] تعلقات

موصوف […] - اور یہ کہ ریذیڈنٹ بھی وہ مقرر
ہوں […] باعتبار تدبیر اور کیا باعتبار جرأت اور کیا باعتبار
[…] کے ہم جنرل کے ہم قوم کے تیک نہ ہوں - نہ یہ کہ
کلارک کی […] قلم ہی سے کام لے اور تلوار کو زنگ کے سپرد
[…] کی […] ہی کے لئے خالی رکھے - اگر مہاراجہ صاحب
بہادر […] تاریخ کے دفتر میں انکا نام نامی زیب تاریخ ہوگا - اور
زیبا نہیں […] اور یہہ کہ بہت ہی جلد ایسا نہیں کرتے تو اس بات کو یاد
[…] یاد رکھیں - کہ بہت جلد وہ دن آتا ہے بلکہ یوں صاف کیوں
[…] وہ دن آ ہی گیا ہے کہ آپ سے اجازت کی ہرگز ضرورت
ہوگی - اور صوبہ کشمیر کے تخت ہر سری نگر پر برٹش گورنمنٹ کے ریذیڈنٹ کے
[…] کا فرہرہ اڑتے گا جس پر نہ محض شیر ببر کی تصویر شیر قالین
دشیر نیستان دیگر ست کی مصداق ہوگی - بلکہ سچ مچ شیر ببر ہی ہوگا -
[…] کی آواز روس کے ریچھ کے دل میں کپکپی ڈال دیگی - اے ہمارے
مہاراجہ صاحب بہادر حاشا وکلا آپ یہہ نہ سمجھئے کہ ہماری برٹش گورنمنٹ
[…] نظر سے نہیں اسکو ہندوستان کی تباہی کا فکر دامن گیر
کہ سرحد کی کمزوریوں میں کہیں روس سے دوچار نہ ہونا پڑے - ہم ابھی
[…] تدبیر کے بیان میں بتاتے ہیں کہ آپکا سر مو برابر بھی نقصان نہ ہوگا -

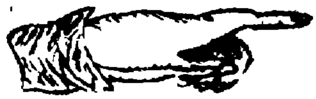
پانچویں تدبیر ہمارے حضور مہاراجہ صاحب بہادر جموں کو نہ صرف یہ کہ بلا تغیر پہ کا پابند ہونا فرض ہے بلکہ یہ تدبیر بھی عمل میں لانی چاہئیے کہ برٹش گورنمنٹ کو اِس تیسرے دروازہ کے استحکام کا باعث تشویش کا باقی نہ رہے۔ اور یہ تدبیر دو طرح سے عمل میں آسکتی ہے۔ ایک تو یہ کہ جناب مہاراجہ صاحب سول انتظام کی طرح فوجی بندوبست کے لئے گورنمنٹ سے درخواست کرکے بڑے بڑے تجربہ کار اور فنِ سپہ گری کے اُستاد یورپین افسر طلب کرکے فوج میں داخل کریں اور اپنی فوج کو اُن افسروں کے ذریعہ سے کیا بہ اعتبارِ سامان اور کیا بہ لحاظ قواعد ایسی فوج بنائیں جیسے کہ برٹش گورنمنٹ کی فوج ہے۔ اور بہ تجویز مدبرانِ گورنمنٹ اُسکی تعداد اِس قدر ہو کہ سرحد کی حفاظت کے لئے مکتفی ہو جس سے گورنمنٹ کو اِس دروازہ کی حفاظت کی نسبت پورا اطمینان ہوجائے۔ دُوسرے یہ کہ اگر وہ ایسا انتظام نہیں کرسکتے تو ملکی گورنمنٹ سے خود درخواست کرکے کشمیر میں **فوجی کمپ** قائم کروانا چاہئے۔ ہم چوتھے ضمن میں جیسا کہ چاہئے بڑی ہی زبردست دلیلوں سے ثابت کر آئے ہیں کہ کشمیر میں فوجی کمپ کے قائم کرنے کی کیوں اشد ضرورت ہے۔ یہ ہماری ایک کمزوری وجہ ہے کہ وہاں کے باشندے کمپ کے قائم ہونے سے گویا مکت پرابت کرکے مرفہ الحال ہوجائیں گے۔ اور یہ کہ اسی جہان میں بینا ناتھ پرمیشور کا درشن کرینگے۔ اگرچہ ضمناً یہ امر بھی ظہور میں آئیگا اور ہمارا عرض کرنا بھی کچھ بیجا اور نامناسب نہیں۔ پھر بھی بات یہ نہیں بلکہ **بات** اسمیں ہے تو یہ ہے کہ۔ مملکتِ ہندوستان جو ہزاروں برسوں کے بعد اب اس کے ساتھ آبادان ہوئی ہے پھر کہیں **دارالحرب** نہ بن جائے اور پھر کہیں ہمارے ملک کی بہوئیں بیٹیاں ہنہیں رانڈ اور بیوہ

ہوکر لونڈیاں نہ بنا [illegible] ہر ایک قوم کو جو درمیان آتی جاتی ہے جا رہی تھا
یہ [illegible] کی جیسی قوم نے جب نہیں روکا جو ان گنت ستاروں
[illegible] سکو بھی مطیع کر لیا - تو پھر کشمیریوں اور ڈوگروں کا مقدور
[illegible] جبکہ روکے اگر اسکو دنیا بھر میں روکنے والی کوئی قوم ہے تو
انگریزوں ہی کی **بہادر** قوم ہے آج دنیا بھر میں ہرگز ہرگز کوئی اور قوم نہیں ہمارے
مہاراجہ صاحب بہادر کے درباری اور حاشیہ نشین اِس معاملہ کو کسی اور ہی پہلو سے جانتے
ہیں - [illegible] نہیں - کوئی درباری ان میں ایسا ہے کہ جو عالی دماغ رکھتا ہے
کون درباری [illegible] ہے جس نے کچھہ تعلیم پائی ہو - اور کون درباری ایسا ہے کہ جسکو جہان کے
[illegible] گہری نظر ہو - انکی عالی دماغی اپنے گھر بھرنے میں البتہ ہے - یا تعلیم پائی ہے تو یہہ
کہ [illegible] پر پگڑی باندھیں - یا جہان کے معاملات پر گہری نظر ہے تو یہہ ہے کہ برٹش گورنمنٹ کے
[illegible] میں روپیہ کی نوکری سے ترقی کرکے سو دو سو روپیہ ماہواری تنخواہ پر پہنچے - اور
وہاں سے پچپن سالہ کے رول کے مطابق برخاست ہو کر جموں کے دربار میں **گھس**
گئے - اور اگر وہاں کچھہ کام بھی کرنا پڑا تو یہہ کہ نمک حرامی کا خیال بالائے طاق رکھہ کر انگریزی
[illegible] اور انگریزوں کی رات دن شکائتیں بیان کرنا - جسکا نتیجہ یہہ ہوا ہے کہ مہاراجہ
[illegible] اور برٹش گورنمنٹ کے ممبروں میں **سوء ظنیاں** کروا کر اپنی دال گلواتے رہے -
[illegible] ہمارے مہاراجہ صاحب بہادر بہت ہی جلد اپنی آنکھوں سے **دیکھہ**
لینگے کہ [illegible] کی موجودہ حالت مدبرانِ سلطنتِ انگلشیہ کو بہت جلد

بناچار مجبور ہو کر گورنمنٹ کی اجازت کی فراہمی پر روانہ کرکے برٹش فوج بیجا یکدم اس
سرحد کے انتظام کے لئے شمالی گوشہ کشمیر میں بھی ایک بڑا بھاری کیمپ قائم
کرے۔ اگر مہاراجہ صاحب بہادر اپنے لائق حقیقی بھائیوں راجہ رام سنگھ
صاحب بہادر اور راجہ امر سنگھ صاحب بہادر کی مشورتوں پہ کان بھی دھرینگے
تو اُن کے اہلکاروں کی کائیں کائیں اُنکو گھبرا دیگی۔ بہرحال وُہ جانیں اور
اُن کا **یا نصیب** واقعات سے جو ہمارے رُوبرو ہیں ہم نے اپنی حقیر رائے
سے اپنے حضور مہاراجہ صاحب بہادر دام حشمتہم کو اطلاع دے دی ہے۔

چھٹویں تدبیر جو گویا آخری تدبیر ہے یوں ہے۔ انیکسیشن پالیسی کا
برتاؤ کشمیر خاص کے بارہ میں ہونے والا ہے۔ آج ہوا چاہے کل اس میں
شک نہیں کہ ضرور ہوگا۔ پنجاب دی ویو کی ذاتی رائے اِس پالیسی کے برخلاف
ہی کیوں نہ ہو۔ اِلّا حالات موجودہ اِس قسم کے ہیں کہ یہ پالیسی ظہور میں آنے
کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ پس جب ایسا ہی ہونے والا ہے تو کیا اس سے یہ بات
بہتر نہیں کہ ہمارے حضور مہاراجہ صاحب بہادر دام اقبالہم بہ مشورۂ گورنمنٹ
کشمیر کا انتظام ہی گورنمنٹ ہی کے مُنتخب اور لائق دیسی اور یورپین عہدہ داروں
کی معرفت کرائیں۔ جس سے اِس عادل گورنمنٹ کا انصاف گورنمنٹ کے
ارادۂ الحاق کشمیر کو توقف میں ڈال دیگا۔ کیونکہ ہماری گورنمنٹ رُوس کے
ریچھ کی طرح حریص گورنمنٹ نہیں ہے کہ بے سبب کوئی حیلہ نکالکر کسی

ریاست کشمیر کو اپنی سلطنت کا ضمیمہ بنا سکے تو سکو اگر بڑا خیال ہے تو صرف دو امروں کا ہے۔



اوّل امن و آسائش رعایا۔

دوم استحکام سرحد۔

مگر مہاراجہ صاحب بہادر سے یہ دونوں اغراض پوری ہو جائیں تو گورنمنٹ آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھنے کی۔ اور اگر مہاراجہ صاحب بہادر گورنمنٹ کو ان دو امروں کا علی طور پر اطمینان نہیں دلائیں گے تو ہرگز کسی رعائت کے بھی مستحق نہیں سمجھے جائیں گے۔ مہاراجہ صاحب بہادر کے بھائی بند اور حاشیہ نشین اس عملدرآمد کو ملکی اندیشہ کے جھیلے میں ڈالکر بیجا پنشڈائیں گے۔ اور ناممکن ہے کہ مہاراجہ صاحب کے پیر لگنے دیں یہ نہ اس لئے کہ مہاراجہ صاحب کے حق میں بہتری سوچیں گے بلکہ اپنا نقصان سمجھ کر حضور ممدوح کو اس پوائنٹ پر ہرگز آنے ہی نہ دیں گے۔

مگر ہم صاف کہتے ہیں کہ ملکی اندیشہ کی وجہ سے ناممکن ہے۔ یہ ایک اوسط بات ہے کہ موجودہ برٹش گورنمنٹ اپنی دُور اندیشی سے رجوبر تہا میں اسی قسم کی پالسی کی وجہ سے (ہنوز جیسا کہ چاہئے امن نہیں ہوا) چندے کشمیر کے معاملہ میں سکوت کرے۔ مگر ملکی اندیشہ کی دہمکی اس ہوئے کی سی وقعت بھی نہیں

رکھتی ہو نا تعلیم یافتہ پڑھیا عورتیں اپنے بچوں کو دیا کرتی ہیں۔ ہمارے مہاراجہ صاحب بہادر کے درباری اور حاشیہ نشین اگر سُننے والے کان رکھتے ہوں تو ذرا سُنیں۔

(اوّل) عام اور ناسمجھ لوگوں کے خیال میں یا یوں ہی سہی کہ کچھ تجربوں کی بنا پر بھی یہہ بات جمی ہوئی ہے کہ پنجابی بہادر ہیں۔ یہہ کسی قدر اب سچ بھی ہے۔ مالٹا اور چین تک پنجابیوں کو برٹش گورنمنٹ لے گئی۔ مگر اس بات کا بھی خیال رہے کہ گورنمنٹ اُنہیں لے گئی نہ کہ خود گئے۔ لیکن لاہور کے محاربہ سے پہلے جو خود کئی بار برٹش گورنمنٹ کے برخلاف ہوا یعنے مہاراج رنجیت سنگھ کے انتقال کے بعد سے لاہور کے مشہور ہنگامہ تک پنجابیوں کی حالت اپنے ہی خداوندان نعمت کے ساتھ بہت کچھ تامّل کی درخواست کرتی ہے۔ اور وہ مندرجہ حاشیہ پرچوں کے

(۱) امپیریل پیپر لاہور۔ جلد اوّل نمبر ۹
(۲) ایضاً نمبر ۱۰
(۳) " " نمبر ۱۱

دیکھنے سے معلوم ہو سکتی ہے۔ اور یہہ کہ اُس کو پنجاب کا بچہ بچہ تک جانتا ہی ہے کہ اُنہوں نے ایک اپنے خداوند نعمت کا سر کاٹا۔ اور دوسرے کا بھی یہی حال کیا۔ ہم تو جانتے ہیں کہ برٹش گورنمنٹ کا اقبال خداداد کچھ چیز ہے۔

[redacted]

(دوم) مسلمانوں کی حالت شاہد و باز جو شخص کے نزدیک بہروسے کے قابل
نہیں مگر انکو یاد کرا دینے کے واسطے ہمارے پاس موجود جوات
ہیں کہ پنجاب میں انکی شورہ پشتیاں انکا نخوت انکی نفرت کالعدم
ہو رہے وقتوں میں بھی جیسے کہ سیاہ رُوت شدہ تھا انکی حالت
اطمینان کے قابل رہی تھی - اس پر بھی برٹش گورنمنٹ کے اعلیٰ درجہ
کے افسر جنگی تجربہ کاریاں اب تاج انگلینڈ کو رونق دے رہی ہیں پنجابیوں
اور مسلمانوں کی حالت سے ناواقف نہیں - یہہ بھی نہیں کہ وہ ڈوگروں
کے خصائل سے ناواقف ہیں - یہی وجہ ہے کہ ایک طرف یوروپین
سولجروں کی فوج ہے - اور دوسری طرف گورکھوں کی فوج ہے - اور
یہہ کہ توپخانے بالکل یوروپین گولہ اندازوں کے سپرد ہیں - برٹش گورنمنٹ
کی فوج ایک عجیب وغریب ڈھنگ اور طرز پر ہے - ہمارا ایک پرانا ملازم
انہیں دنوں روس کی فوج کو دیکھہ آیا ہے وہ بیان کرتا ہے کہ روس
کی فوج کیا باعتبار سامان اور کیا باعتبار دلیری و دلاوری کے انگلش
فوج کو نہیں پہنچتی - گو وہ تعداد میں زیادہ ہے - جیسا کہ انگلش فوج
جو بحری ہے روس کی بحری فوج سے زیادہ ہے - مہاراجہ صاحب
بہادر فرمانروائے جموں کے درباریوں اور حضور کے حاشیہ نشینوں
کو ایسے معاملات میں نہ ثمیت کبھی ہوا اور نہ اب ہے - لاریب درباری

[illegible] اور مثلوں میں مگر ہم بڑی بلند آواز سے کہتے ہیں کہ **تجربہ**
[illegible] نیس، شے دیگر ست۔ صریح ہے کہ درباریوں کی ناتجربہ کاریوں
نے کیا کیا گل کھلائے تھے اور کیا کیا اب کھلا رہے ہیں اور آئندہ کیا
کیا گل کھلا کر غضب نہ ڈھائیں گے۔

یہاں ہم اس ضمیمہ کے پہلے نمبر کا **خاتمہ** کئے دیتے ہیں۔ بہر ہی دو ایک عرضیں جو ہمارے نزدیک ضروری ہیں بیان کر لیں۔

ہم نے اسمیں جو کچھ اب تک لکھا ہے۔ وہ عموماً سرکاری کاغذات اور خود ریاست جموں اور کشمیر کے دفتروں سے لکھا ہے۔ اگر تاریخ سے ہی کہیں سند لی ہے تو معتبر تاریخ سے۔ اور اگر اور کتابوں سے کچھ لیا ہے تو وہ یا تو سرکاری ہیں اور یا خود ریاست کی۔

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ جہاں جہاں ہماری خاص رائے ہے شائد وہاں کوئی کمزوری ہو۔ اگر ایسا ہوگا تو ہم ضمیمہ کے دوسرے نمبر میں جس میں ریاست جموں اور کشمیر کے داخلی معاملات پر سرکاری اور ریاست کے کاغذات کی بنیاد پر بحث کرینگے۔ اپنی ہی رائوں کی کمزوریوں کو صاف اور صریح طور پر مان لیں گے۔ ہم کو ہرگز یہ دعوی نہیں کہ ہماری تحریریں الہام کی سی وقعت رکھتی ہیں جن میں بھول اور چوک ناممکن ہے۔

جیسے ہم نے برٹش گورنمنٹ کی عظمت بیان کرکے جہاں موقع دیکھا

ریاست [illegible] ہیں یعنی ریاست جموں اور کشمیر کی جابد حشمت

[illegible] ہوگئی ہے اور حسبِ موقع اُسکو موجودہ گرداب بلا سے

[illegible] کے لئے اصلاحیں بھی بتائی ہیں۔ ریاستِ جموں اور کشمیر

[illegible] ریاست ہے کہ جہاں ہمارے بزرگ بڑے بڑے عہدوں پر تھے۔ اور

[illegible] بھی ہمارے رشتہ دار و اہل ذمہ داریوں کے عہدوں پر ہیں۔ قطع نظر

[illegible] ہم سے کوئی اور زیادہ جاننے والا کیا ہوگا۔ کہ ہمارے

[illegible] ریاستیں [illegible] صحیح اصول پر ہوں، ملک کے واسطے ابرِ رحمت

[illegible] اگر صحیح اصول پر نہیں تو اُن سے زیادہ اور کوئی ملک الموت نہیں

[illegible] ہمارے حضور مہاراجہ صاحب بہادر آپ جو ہمارے بزرگوں اور

[illegible] کے ان داتا ہیں۔ آپکے جدِ امجد اور والدِ بزرگوار اور خود

[illegible] نفیس آپ اسی بات کو اپنی ریاست کا استحکام سمجھے۔ کہ برٹش گورنمنٹ

[illegible] جنرل اور لفٹننٹ گورنر اور رزیڈنٹ اور اور صاحب اور وارد انگریزوں

[illegible] کرنی چاہئے اور اُن سے بہ ادب اور بہ عزت پیش آنا فرض

[illegible] انسانیت اور اہلیت یوں ہی کرنا زیبا اور موزوں ہوا کرتا

[illegible] انگریزی گورنمنٹ نے اپنے عدیم النظیر اصولوں کے رُو سے آپ

[illegible] بزرگوں سے سولہویں مارچ ۱۸۴۶ء سے اب تک جس کو اکتالیس برس

[illegible] گزر گیا۔ یہ ہی چاہا کہ آپ کی ریاست میں انگلینڈ کے

کانسٹیٹیوشن کے مطابق اُس کی سی طرزِ حکومت اور قوانینِ سیاست پائے جائیں یا کم سے کم اُنکی تقلید ہی ہو۔ مگر ہرگز ہرگز اُسکا لاکھواں حصہ بھی نہ پایا گیا اور نہ پایا جاتا ہے اور نہ اُمید ہی ہو سکتی ہے۔ کیوں کہ جب نصف صدی کے قریب عرصہ میں کچھ نہ ہوا تو اُمید کی جائے تو کس پر کی جائے۔ اُمید کے لئے بھی تو آخر کوئی بُنیاد لازم ہے۔

مملکتِ ہند کا گویا فرانس صوبۂ اودہ انگریزوں کی خاطر اور مدارات میں ایسا تہا کہ دُنیا کے پردہ پر کوئی مُلک ویسا نہ ہوگا۔ صوبۂ اودہ ایک جادوگر تہا اور واں کے باشندے خوشامد کہو چاہے خاطرداری میں آفت کے پرکالے تہے۔ مگر واں انیکسیشن پالسی کا کیوں برتاؤ ہوا۔ اسی بُنیاد پر کہ اُس کی طرزِ حکومت اور قوانینِ سیاست افریکہ کے باشندوں کی سی طرزِ حکومت اور قوانینِ سیاست رکھتے تہے۔ آمنی دُور ہیرپل (مثال) کے واسطے افریکہ جانے کی کیا ضرورت ہے ہماری اپنی ریاست جموّں اور کشمیر جو بہت ہی نزدیک ہے اُسی کی مثال کیوں نہ دے دیں۔ ہائے افسوس ربقولِ نقشِ جانِ حکیم عدم آباد اودہ کو جانے دو اُسکا بار بار نام تک بھی نہ لو۔ ریاستِ بڑودہ ہی پر عمیق نظر ڈالو کہ واں کے مہاراؤ کیوں گدّی سے اُتارے گئے اور اُن کی گدّی ایک ذی حق کو کیوں دی گئی۔ اِنہیں لچھنوں اور کرتوتوں سے جو افریکہ میں پائی جاتی ہیں۔ ہمیں بہ افریکہ میں دوڑتے ہوئیوں کیوں نہ کہو کہ

[illegible] میں بڑودہ والے پتن اور کرتوتیں موجود ہیں۔
[illegible] کے خاتمہ کی فکر کرتے ہیں۔ اِس وقت اَور کچھ نہیں
کہتے [illegible] ہم چند سوال خود حضور مہاراجہ صاحب ہی سے پوچھتے ہیں۔

(الف) خدامِ عالی کی ریاست کے قوانین نے آپکی رعایا برایا کے ہر طبقہ کو بلا قید مذہب و ملت یکساں فائدہ پہنچایا ہے ؟-

(ب) کیا آپکی سیاہ بخت اور بدنصیب رعایا کو آپکی ریاست کے قوانین کی حدود میں ہر طرح کی آزادی حاصل ہے ؟-

(ج) حضور کی رعایا کی جان اور مال مذہب اور عزت ہر طرح سے محفوظ ہے کیا واقعات سے اِس امر کا ثبوت خدامِ عالی کے پاس موجود ہے ؟-

(د) جناب کی رعایا کو بڑی کوششوں سے تعلیم دی جاتی ہے ہنر اور فن سکھائے جاتے ہیں کوئی انجنیئر کوئی ڈاکٹر یا کوئی اَور تعلیم یافتہ دکھا سکتے ہیں؟-

(ہ) وقت کی ضرورت کے موافق حضور کی رعایا کے واسطے کون کون سا عمدہ اور مفید قانون تجویز ہوکر جاری ہوا ہے۔ اُسکا پتہ اور نشان تو دیجئے؟-

(و) اگر سوال مندرجہ تقسیم ہ کے بموجب قوانین مرتب اور مدون بھی ہوئے ہیں تو اُنکی تعمیل بڑی احتیاط اور سرگرمی سے کروائی بھی جاتی ہے اور اِسکا ثبوت کیا ہے ؟-

(ز) کیا آپ کی ریاست کے رہنے والوں کو جب کہ انگریزی راج کے باشندوں

[illegible] آرام و راحت کو دیکھتے ہونگے یہہ خیال نہ گزرتا ہوگا کہ ہم کیسے [illegible] سے آرام اور ایکی سی راحت کا مُونہہ دیکھیں ؟-

(ح) کیا حضور کی ایسی رعایا مانا کہ غریب ہی سہی وفادار ہی ہی ہتیار بھی اُسکے پاس نہ سہی بغاوت اور سرکشی پر بھی آمادہ نہ سہی تو کیا وُہ بالا تر سلطنت کے رُکن رکین لوگوں کے حضور میں واویلا کرنے کے لئے مُونہہ میں زبان نہیں رکھتی ؟-

(ط) کیا قیصر ہند ملکۂ معظّمہ وکٹوریا خلد اللہ ملکہا و سلطنہا کے رُکنِ رکین لوگوں کے کان ایسے بہرے ہیں کہ سُنائی تک نہیں دیتا اگر وُہ ایسے ہی بہرے ہیں کہ موٹے پشو کی کھال سے لوہا بھسم ہو جا کی ماہیّت کی نہیں سُن سکتے اور نہیں سمجھ سکتے تو بہر یہی دن اُنکے لئے بہی کہڑا نہیں ؟-

(ی) کیا برِٹش گورنمنٹ کے اُصولِ سلطنت اِس قیامت کے درجہ کے ظُلم اور ستم پر بہی چاپلوسیوں اور پہوٹی کوڑی کی قیمت کے کاغذوں عہدناموں پر بیجا لحاظ ہی کرتے رہیں گے اور اودہ اور برودہ اور برتہا کے جہوٹے عہدناموں کی طرح سے کشمیر کے بے بُنیاد عہدنامہ کو بہی چاک کر کے خاک میں نہ ملوا دیں گے ؟-

(یا) اے ہمارے مہاراجہ صاحب آپکے باپ دادوں اور آپکے واسطے برٹش گورنمنٹ نے رُوحانی ڈاکٹری کی دوکان نہیں کہولی اُن کے

[illegible] دماغ اور جگر کی صحت کے لئے کڑوے مگر سود مند
[illegible] شربت سنے اور آپکے بزرگوں نے اُن سے صحت پائی
[illegible] سب میں تو آغا محمد کم بخت سکینڈ ہینچر ہوئے ہی جو میٹھی
[illegible] اس سٹاپن سٹیمر منی نے بیماری دفع نہ کی ؟-
۱۱ کیا حضور کو اس امر کی صحیح خبر ہے کہ آپکی رعایا میں سے کس قدر
[illegible] ہر ہفتہ ہر ماہ ہر سال انگریزی علاقوں میں آکر آباد ہوتی جاتی
ہے [illegible] یہ ٹھیک حساب (جو بالکل سہل تر ہے) معلوم ہے کہ
[illegible] میں آپکی ریاست اُلوؤں کا مسکن اور گیدڑوں کے رہنے
کا [illegible] ہو جائیگا خبر ہے کہ یہ حساب لگ چکا ہے ؟-
المختصر اس قسم کے بہت سوال ہیں جو ہم نے دوسرے
تیسرے ضمیمہ کے لئے محفوظ رکھے ہوئے ہیں - جب ہم خاص کر اپنے
مہاراجہ صاحب بہادر سے یا خیریوں ہی سہی کہ اُنکے اہلکاروں اور
[illegible] خوردوں سے اِن بارہ سوالوں کا معقول جواب پا لیں گے - تو
دوسرے سوالوں کو جو ہمارے پاس دفتروں کے دفتر محفوظ ہیں نمبروار
[illegible] اور تیسرے ضمیمہ میں درج کرینگے - اور اگر اتنے عرصہ میں سوالوں
[illegible] ہی تو با خیر اور شما بسلامت کہکر اپنے اِس دفتر ہی کو
[illegible] گے -

کے آرام اور راحت کو دیکھتے ہونگے یہ خیال نہ گزرتا ہوگا کہ ہم کیسے اُنکے سے آرام اور اُنکی سی راحت کا مُونہہ دیکھیں ؟

(ح) کیا حضور کی ایسی رعایا ناکہ غریب ہی کیا ناداری ہی سہی ہتیار بھی اُنکے پاس نہ سہی بغاوت اور سرکشی پر بھی آمادہ نہ سہی تو کیا وُہ بالاتر سلطنت کے رُکنِ رکین لوگوں کے حضور میں واویلا کرنے کے لئے مُونہہ میں زبان نہیں رکھتی ؟ -

(ط) کیا قیصرِ ہند ملکۂ معظمہ وکٹوریا خلد اللہ ملکہا وسلطنتہا کے رُکنِ رکین لوگوں کے کان ایسے بہرے ہیں کہ سُنائی تک نہیں دیتا اگر وُہ ایسے ہی بہرے ہیں کہ موٹے پیتو کی کھال سے لوہا بھسم ہوجا کی ماہیت ہی نہیں سُن سکتے اور نہیں سمجھ سکتے تو پھر یہی دن اُنکے لئے بھی کہڑا نہیں ؟ -

(ی) کیا برٹش گورنمنٹ کے اُصولِ سلطنت اِس قیامت کے درجہ کے ظلم اور ستم پر بھی چاپلوسیوں اور پھوٹی کوڑی کی قیمت کے کاغذوں عہدناموں پر **بیجا** لحاظ ہی کرتے رہیں گے اور آوَدھ اور برودہ اور برتیا کے جھوٹے عہدناموں کی طرح سے کشمیر کے بے بُنیاد عہدنامہ کو بھی چاک کرکے خاک میں نہ ملوادیں گے ؟ -

(یا) اے ہمارے مہاراجہ صاحب آپکے باپ داووں اور آپکے واسطے برٹش گورنمنٹ نے رُوحانی ڈاکٹری کی دوکان نہیں کھولی اُن کے

دل اور [illegible] اور جگر کی صحت کے لئے کڑوے مگر سود مند
[illegible] پھانپ لئے ہو۔ آپکے بزرگوں نے اُن سے صحت پائی
[illegible] سب میں فوقا بد کم بخت سکینڈ نیچر ہو۔ بی جو مٹی
[illegible] اس [illegible] نے بیماری دفع نہ کی؟ -
(ب) کیا [illegible] کو اس امر کی صحیح خبر ہے کہ آپکی رعایا میں سے کس قدر
ہر روز ہر ہفتہ ہر ماہ ہر سال انگریزی علاقوں میں آکر آباد ہوتی جاتی
ہے کیا آپ کو یہہ ٹھیک حساب (جو بالکل سہل تر ہے) معلوم ہے کہ
[illegible] میں آپکی ریاست اُلوؤں کا مسکن اور گیدڑوں کے رہنے
[illegible] ہو جائیگا خبر ہے کہ یہہ حساب لگ چکا ہے؟ -

المختصر اس قسم کے بہت سوال ہیں جو ہم نے دوسرے
اور نیز تیسرے ضمیمہ کے لئے محفوظ رکھے ہوئے ہیں - جب ہم خاص کر آپ
حضور مہاراجہ صاحب بہادر سے یا خیریوں ہی سہی کہ اُنکے اہلکاروں اور
اُور لقمہ خوردوں سے اِن بارہ سوالوں کا معقول جواب پالیں گے - تو
موجودہ سوالوں کو جو ہمارے پاس دفتروں کے دفتر محفوظ ہیں نمبر وار
دوسرے اور تیسرے ضمیمہ میں درج کرینگے - اور اگر اتنے عرصہ میں سوالوں
کی حاجت ہی نہ رہی تو ماہ خیر و دشا بہ سلامت کہہ کر اپنے اِس دفتر ہی کو
طے کر لیں گے -

اگرچہ یہ امر جو ہم بیان کرتے ہیں اِس مرحلہ کے مُتعلق نہیں جہاں کا ہم سفر کر رہے ہیں اور ہنوز آگے چلنے کے واسطے کمربستہ ہیں۔ مگر پھر بھی کچھ علاقہ ہے اس نظر سے اُسے ہی بیان کئے دیتے ہیں۔ اور وہ یوں ہے۔ کہ پنجاب ریویو کی مُنتظم کمیٹی کی یہ رائے ہے کہ یہ ضمیمہ جو پہلا نمبر ہے اپنے مقابل انگریزی ترجمہ کے ساتھ (جیسا کہ اکثر مضمونوں کی نسبت کیا گیا ہے اور اُور ہو رہا ہے) شائع ہوتا۔ مگر سردست ہمارے مُترجم کی سہل انگاری کی وجہ سے صرف اُردو ہی میں بجنسہٖ مشتہر کیا جاتا ہے۔ ضمیمہ کے آئندہ نمبر کمیٹی کے ارادہ کے مطابق اُردو اور انگریزی میں بہ مقابل یکدیگر شائع ہوا کرینگے۔ اور یہ کہ اِس نمبر کا ترجمہ بھی اِسی رسالہ میں مشتہر ہوگا

تمت

یاں جموں اور کشمیر کے تعلقات اور برٹش گورنمنٹ
کے بیان میں ضمیمہ کے پہلے نمبر کا خاتمہ ہوا۔

DEDICATION

TO

MOULVI MUHARRAM ALI, CHISHTI,

EDITOR, "RAFIQ-I-HIND,"

LAHORE.

MY DEAR CHISHTI,

Although I am perfectly aware that by the dedication of this humble work to you I shall add nothing to your high reputation and fame which you already enjoy among your countrymen, I, however, in accordance with the subject treated in this pamphlet and having in view the hearty interest which you have always shown in the welfare of the Cashmir affairs and on account of which you have always with great liberty and impartiality discussed matters touching this State, I do not see any person in the Punjab better than yourself to whom this pamphlet may properly be dedicated I, therefore, earnestly hope that you would accept this humble offer in token of cordial love and affection on the part of your true well-wisher and friend

AMRITSAR. } *Revd.* RAJAB ALI,

March 1887. } *The Author.*

[illegible] محمد وکیل ہند پریس امرتسر

Religious and secular works by the Editor of the Punjab Review, published (with the exception of Nos. 11, 13, 18, 19 and 20), under the auspices of the Religious Book and Tract Society Oudh, during 1863—1887.

---

(1).—A Dissertation on Religion.

(2).—Elements of Logic.

(3).— Brahmoism.

(4).—Proof of the Existence of God.

(5).—Sharif Nisbaten.

(6).—Islah-i-Sáhv, (a review on John Devonport' Apology of Mohammad and the Koran)

(7) --The Mirror of Islam.

(8)—The True Light.

(9).—The Regeneration of Man.

(10).—The Lamp of Faith.

(11)—The Aryan Ránís.

(12).—The Children's Monitor.

(13).—The Treasury of Knowledge.

(14).—A Mirror for Preachers.

(15).—Introduction, (or Review on "Izhár-i-Iswi ")

(16).—Remarks on "an Inquiry into the Birth Christ."

(17).—Mohammad's Ascension to the Heavens.

(18).—The Punjab Review (this Monthly Journal).

(19).— The Eastern Question (considered in connect with the relations between Russia, Engl and India) in English, Persian, Urdu, Pasl Gurmukhi and Hindi. Selection from " Pun Review."

(20).—Relations of the Jammu and Kashmir State w the British Government. Supplement to Punjab Review.

"I will speak of thy testimonies also before kings."

THE

RELATIONS

OF THE

JUMMOO AND KASHMIR STATE

WITH THE

BRITISH GOVERNMENT.

NO. I.

SUPPLEMENT TO THE "PUNJAB REVIEW,"

REV. RAJAB ALI, H. M., Minister, M. E. C.,

(A relic of Fyzee—Abulfazl's family)

...VAKIL-I-HIND, SAFIR-...

...UL-AKHBAR, KAUKAB-I-...

AND HINDU PARKASH.

Amritsar:

PRINTED AT THE VAKIL-I-HIND PRESS

1887.

The Journal not bearing the Manager's signature will be considered counterfeit, and will be dealt with likewise according to law.

...ice per copy 1 rupee.

Religious and secular works by the Editor of the Punjab Review, published (with the exception of Nos. 11, 13, 18, 19 and 20), under the auspices of the Religious Book and Tract Society Oudh, during 1863—1887.

---

(1).—A Dissertation on Religion.
(2)—Elements of Logic.
(3).—Brahmoism.
(4).—Proof of the Existence of God
(5)—Sharíf Nisbaten.
(6).—Islah-i Sahv, (a review on John Devonport's Apology of Mohammad and [illegible])
(7).—The Mirror of Islam.
(8)—The True Light.
(9).—The Regeneration of Man.
(10.—The Lamp of Faith.
(11).—The Aryan R[illegible]
[illegible] Monitor.
[illegible] of Knowledge.
[illegible]—A Mirror fo[illegible]
[illegible]—Introduction [illegible] iew on "Izhár-i-Iswi.")
(16).—Remarks o[illegible] nquiry into the Birth o Christ."
[illegible]7).—Mohamm[illegible]ension to the Heavens.
[illegible]—The Punjab Review (this Monthly Journal).
[illegible]9).—The Eastern Question (considered in connectio with the relations between Russia, Englan and India) in English, Persian, Urdu, Pasht Gurmukhi and Hindi. Selection from "Punja Review."
(20).—Relations of the Jammu and Kashmir State wit the British Government. Supplement to th "Punjab Review."

" I will speak of thy testimonies also before kings."

THE

RELATIONS

OF THE

JUMMOO AND KASHMIR STATE

WITH THE

BRITISH GOVERNMENT.

NO. [illegible]

SUPPLEMENT TO THE "PUNJAB REVIEW,"

BY

REV RAJAB ALI, H. M., Minister, M. E. C,

(A relic of Fyze—Abulfazl's family),

[illegible] VAKIL-I-HIND, [illegible]

HIND, SHAMS-UL-AKHBAR, KAUKAB-I-ISWI

AND HINDU PARKASH.

Amritsar [illegible]

PRINTED AT THE VAKIL-I-HIND PRESS

[illegible] 1887.

Price per copy 1 rup.

☞ *The Journal not bearing the Manager's signature will be considered counterfeit, and will be dealt with likewise according to law.*

Religious and secular works by the Editor of the Punjab Review, published (with the exception of Nos. 11, 13, 18, 19 and 20), under the auspices of the Religious Book and Tract Society Oudh, during 1863—1887.

(1).—A Dissertation on Religion.

(2).—Elements of Logic.

(3).—Brahmoism.

(4).—Proof of the Existence of God.

(5).—Sharif Nisbaten.

(6).—Islah-i-Sahv, (a review on John Devonport's Apology of Moha[illegible] the Koran.)

(7).—The Mirror of Islam.

(8).—The True Light.

(9).—The Regeneration of Man.

(10).—The Lamp of F[illegible]

([illegible]).—The [illegible]ryan Ráni.

(12).—The [illegible] Monitor.

[illegible] of Knowledg[illegible]

[illegible] Preachers.

([illegible]5).—Introduction [illegible] on "Izháir-i-Iswi")

([illegible]).—Remarks on "an Inquiry into the Birth o[f] Christ."

(17).—Mohammad's Ascension to the Heavens.

(18).—The Punjab Review (this Monthly Journal).

([illegible]).—The Eastern [illegible]stion (considered in connectio[n] with the relations between Russia, Englan[d] and India) in English, Persian, Urdu, Pasht[u] Gurmukhi and Hindi. Selection from "Punja[b] Review"

(20).—Relations of the Jammu and Kashmir State wit[h] the British Government. Supplement to th[e] "Punjab R[illegible]

"I will speak of thy testimonies also before kings."

THE

RELATIONS

OF THE

JUMMOO AND KASHMIR STATE

WITH THE

BRITISH GOVERNMENT.

NO. I.

SUPPLEMENT TO THE "PUNJAB REVIEW,"

BY

REV. RAJAB ALI, H. M., Minister, M. E. C.,

(A relic of Fyzee—Abulfazl's family.)

LATE EDITOR OF THE VAKIL-I-HIND, SAFIR-I-HIND, SHAMS-UL-AKHBAR, KAUKAB-I-ISWI AND HINDU [redacted]

Amrits[redacted]

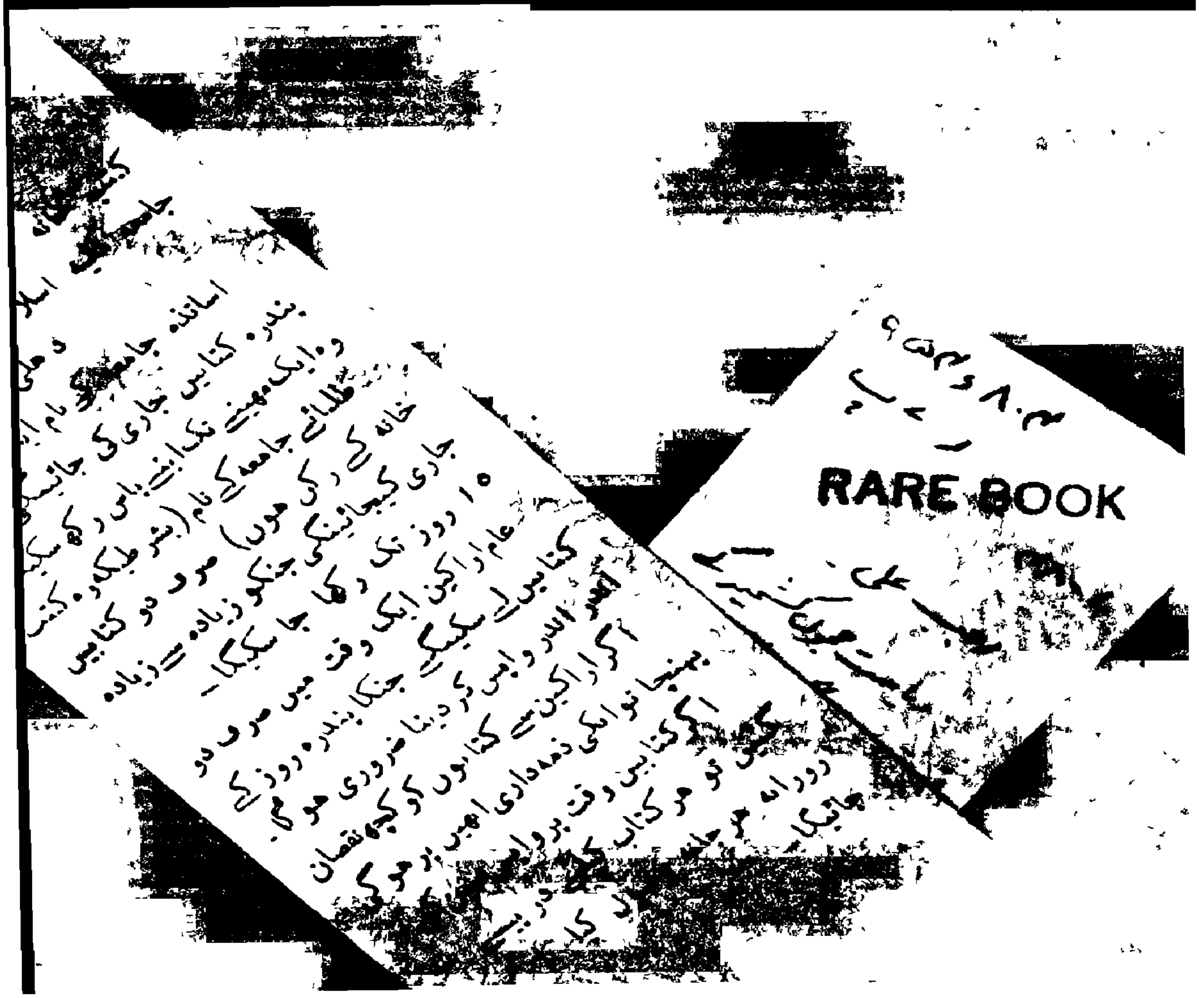
PRINTED AT THE VAKIL-I-HI[redacted]S.

1887.

The Journal not bearing the Manager's signature will be considered counterfeit, and will be dealt with likewise according to law.

Price per copy 1 rupee

[redacted]


RARE BOOK